Postal Reg. No.PB\0258\2002

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51

شمارہ 28

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

28 ربیع الثانی 1423 ہجری 10 وفا 1381 ہش 10 جولائی 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 7 جون 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور پُر نور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت 'نور' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی، کامل شفایابی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔

اپنی بیویوں سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النساء آیت نمبر 20)

اوران سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (سورۃ التحریم آیت نمبر 7)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورہ طٰہٰ آیت نمبر 134)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ

ارشادات سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا و خیارکم خیارکم لنسائھم (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ایمانداروں سے اکمل ترین ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور بہترین انسان تم میں سے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔

وعنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفرک مؤمن مؤمنۃ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایماندار آدمی کسی ایماندار عورت سے دشمنی نہ رکھے۔ اگر ایک خصلت کو ناپسندیدہ سمجھے تو دوسری خصلت یقیناً پسندیدہ ہوگی۔

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ ماتت وزوجھا عنھا راض دخلت الجنۃ (ترمذی)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت فوت ہو جائے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس پر خوش تھا وہ جنت میں داخل ہوگی۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرمادیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔

چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۷)

باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے

احباب اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی شفائے کاملہ عاجلہ، صحت وسلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ مورخہ 5 جون کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ضعف کی شکایت ہوگئی تھی۔ چنانچہ فوری طور پر ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے حضور انور کی صحت کا معائنہ کیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور انور کی صحت پہلے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت کے کاموں میں روز بروز غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور اب چند یوم بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کی مصروفیات بھی شروع ہونے والی ہیں۔ احباب جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازی عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان میں حضور انور کی صحت کی خرابی کی اطلاع ملتے ہی ہر سہ مرکزی مساجد میں خصوصی دعائیں جاری ہیں اور احباب جماعتی اور انفرادی طور پر صدقات میں حصہ لے رہے ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اخبار ''منصف'' کے جواب میں

قسط-5

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد کے شمارہ 17 رمئی 2002 کے مضمون ''کیا یہ شکوہ بجا ہے'' تحریر کردہ محمد انصار اللہ قاسمی مجلس تحفظ ختم نبوت (اے. پی) کے جواب میں اب تک ہم چار اقساط پر مشتمل بادلائل مضامین تحریر کر چکے ہیں۔ہم نے بتایا تھا کہ نہ تو ہمیں شکوہ ہے کہ ملاؤوں نے ہمیں کافر قرار دیا اور نہ ہی ان کے فتووں کی ہمارے نزدیک ذرہ برابر کوئی حقیقت ہے۔اگر یہ فتوے اتنے ہی اہم ہیں تو پھر مولانا احمد رضا خان بریلوی کے فتوٰی کے بموجب دیو بندی تو اہل ہنود و یہود سے بھی بدتر ہیں۔ان کو سلام و کلام کرنا، ان کی عیادت کرنا، نماز جنازہ پڑھنا، سب حرام ہے۔ان کے ملنے سے قلب سے ایمان چلا جاتا ہے۔احمد رضا خان صاحب کے نزدیک دیو بندیوں کے رشتے حرام ہیں، ان کی اولاد ''حرامی'' ہے، اور مرتد دیو بندیوں کو قتل کر دینا اسلامی حکومت میں جائز ہے۔اسی بنا پر پاکستان میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو کسی بریلوی یا شیعہ مجاہد نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔پس ان فتووں کا اثر ہوتا ہو تو دیو بندیوں پر ہوتا ہوگا۔احمدیوں پر بھلا اس کا کیا اثر، اور بیوقوفوں کی بڑ کا بھلا کیا شکوہ۔

دوسرے ہم نے بتایا تھا کہ تم سب نے مل کر احمدیوں کو کافر قرار دیا تو خود ہی حدیث مبارک ''کُلُّهُمْ فِي النَّار'' کے مصداق ہو گئے۔اور احمدی معجزانہ طور پر ''اِلَّا وَاحِدَةً'' کے زمرہ میں آگئے۔اور اس کی ایک پختہ دلیل یہ بھی ہے کہ احمدی ہی ''اَلَا وَهِيَ الْجَمَاعَةُ'' کے رنگ میں ہیں کیونکہ ان کا ایک واجب الاطاعت امام ہے۔

گزشتہ مضمون کو ہم نے یاد دہانی کے طور پر دہرا دیا ہے۔اس مضمون میں بعض باتیں سرے سے ہی جھوٹ لکھی ہیں۔ان کا جواب تو سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کچھ نہیں۔کہ اللہ کی لعنت ہو جھوٹ بولنے والوں اور جھوٹ کی اشاعت کرنے والوں پر۔باقی جہاں تک ان اصطلاحات کا تعلق ہے جو احمدی اپنے بزرگان کے لئے استعمال کرتے ہیں تو وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہے۔قرآن مجید کی سورہ جمعہ میں ہے کہ آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور بعثت ہوگی اسی بنا پر بزرگان امت نے امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی و بروزی آمد قرار دیا ہے۔چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اعظم الانبياء شانا من له نوع آخر من البعث ايضا وذالک ان يكون مراد الله تعالى فيه ان يكون سببا لخروج الناس من الظلمات الى النور وان يكون قومه خير امة اخرجت للناس فيكون بعثه يتناول بعثا آخر

(حجه الله البالغه جلد اول باب حقيقة النبوة و خواصها صفحه 73 مطبوعه مصر 1284ء)

یعنی شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جسکی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہوگی۔اور وہ اس طرح ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی دوسری بعثت میں یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہو اور اس کی قوم خیر امت ہو جو تمام لوگوں کیلئے نکالی گئی ہو لہذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہوگی۔

حضرت امام جعفر صادقؒ جو اہل التشیع کے چھٹے امام اور امت محمدیہ کے بہت بڑے بزرگ ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاد بھی ہیں ان کا یہ قول ہے کہ امام مہدی آکر یہ دعویٰ کرے گا:-

''يا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ينظر الى ابراهيم واسماعيل فها انا ذا ابراهيم و اسماعيل ومن اراد ان ينظر الىٰ موسىٰ ويوشع فها انا ذا موسىٰ ويوشع الا ومن اراد ان ينظر الى عيسىٰ و شمعون فها انا ذا عيسىٰ و شمعون الا ومن اراد ان ينظر الى محمد و امير المؤمنين صلوٰة الله عليه فها انا ذا محمد صلى الله عليه وآله وسلم و امير المؤمنين الا ومن اراد ان ينظر الى الحسن والحسين فها انا ذا الحسن والحسين ومن اراد ان ينظر الى الائمة من ولد الحسين فها انا ذا الائمة''

(بحار الانوار جلد۱۳ صفحه ۲۰۲)

ترجمہ :: اے تمام لوگو! سن لو جو ابراہیم اور اسماعیل کو دیکھنا چاہے تو یاد رکھے کہ وہ ابراہیم اور اسماعیل میں ہوں اور جو موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ اور یوشع میں ہوں۔اور جو عیسیٰ اور شمعون کو دیکھنا چاہے تو وہ عیسیٰ اور شمعون میں ہوں۔اور جو محمدؐ اور امیر المؤمنین کو دیکھنا چاہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین میں ہوں۔اور جو حسن اور حسین کو دیکھنا چاہے تو وہ حسن اور حسین میں ہوں۔اور جو نسل حسین میں ہونے والے ائمہ کو دیکھنا چاہے تو وہ ائمہ میں ہوں۔

پس اگر جماعت احمدیہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپؑ کو دیکھنے اور ماننے ولوں کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ''صحابی'' کا لفظ استعمال کرتی ہے تو کچھ غلط نہیں کرتی۔خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو آنے والے مسیح موعود کے متعلق صحیح مسلم کی حدیث میں چار مرتبہ 'نبی اللہ' اور اس کے ماننے والوں کے لئے 'اصحاب' کے الفاظ استعمال فرمائے۔چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ويحصر نبى الله عيسىٰ و اصحابه ...... فيرغب نبى الله عيسىٰ صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله عنهم ...... فيرغب نبى الله عيسىٰ صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله عنهم.

(مسلم كتاب الفتن باب ذكر الدجال و صفته وما معه صفحه 329-331)

مذکورہ حدیث میں چار مرتبہ آنے والے امام، مسیح موعود کو ''نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' اور اس کے زمانہ کے اس کے ماننے والوں کو ''اصحاب'' اور ''رضی اللہ عنہم'' کے خطابات سے نوازا گیا ہے۔

پس اگر جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے زمانہ میں آپکے ماننے والوں کو ''صحابی'' یا ''رضی اللہ عنہم'' کہتی ہے، اور اس بنا پر کہ آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل اور ظل کامل سمجھتے ہوئے آپؑ کی زوجہ مطہرہ کو ''ام المؤمنین'' کہتی ہے یا جنت البقیع کے نام کی برکت کے لئے قادیان کے قبرستان کو بہشتی مقبرہ کہتی ہے اور برکت کیلئے قادیان کو مکہ کا ظل کہتی ہے اور قادیان کو کثرت ازدحام کے وقت مثال دیتے ہوئے ہجوم خلق سے ارض حرم کہا جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور بزرگان امت کے اقوال کے سامنے نہایت ادب سے سر جھکا دینا چاہئے نہ کہ خالی اعتراض کرنے کیلئے زبان درازی کی جائے۔پس یہ تمام باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ کے ارشاد کی روشنی میں ظلی و بروزی طورؔ ہیں لیکن ہمیں آپ لوگ ذرا یہ تو بتائیے کہ باوجود تحفظ ختم نبوت کا ڈھونگ کرنے کے عطاء اللہ شاہ بخاری نے گاندھی جی کو 'نبی بالقوۃ' کیونکر تسلیم کرلیا اور گلی گلی میں بعض سیاسی لیڈروں کی ماؤں کو تم لوگ مادر ملت کے خطابات سے کیونکر نوازتے ہو۔تمہارے لئے سیاست کی دکان سجانے کیلئے ہر بات جائز ہے اور جماعت احمدیہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں کوئی بات کرے تو روحانی طور پر بیمار تمہارے پیٹ اس کو ہضم نہیں کر سکتے۔اسی علاج کے لئے تو خدا نے آج مسیح موعود کو بھیجا ہے۔کاش تم لوگ اس کو مان کر دامان امن و عافیت میں آجاؤ۔یاد رکھو کہ تمہاری بیماریوں کا علاج کسی سیاسی ظاہر پرست مُلاّ کے پاس نہیں ہے۔اب اسی روحانی پانی سے تمہارا علاج ممکن ہے جو خدا نے آسمان سے بھیجا ہے۔کیونکہ خاتم الدجال کا مقابلہ تو خاتم النبیینؐ کا ظل ہی کر سکتا ہے۔ذرا غور سے پڑھو جناب قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیو بند کیا فرماتے ہیں۔

''سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصل مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کیلئے نہ دنیا میں حضور کا تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم قرار دیا جانا مصلحت اور ادھر ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو۔تو پھر شکست دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کیلئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو۔''

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ 228-229 مطبوعہ مئی 1986 نفیس اکیڈمی کراچی)

پس حقیقت یہ ہے کہ اب بھولی بھٹکی قوم کو راہ ہدایت پر لانا ظاہر پرست سیاسی ملاؤوں کے بس میں نہیں ہے۔لہذا اگر ذرہ برابر بھی اسلام سے عقیدت و محبت ہے تو تمام ملاؤوں کو چاہئے کہ آنے والے امام مہدی کو قبول کر کے اس روحانی جہاد میں شامل ہو جائیں جس میں عرصہ سو سال سے حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت مصروف ہے۔ظاہر پرستی اور سیاست تم لوگوں نے بہت کر لی۔اپنا فرضی جہاد دنیا میں پھیلا کر اسلام کو بہت بدنام کرلیا۔لہذا جنت الحمقاء سے باہر نکل کر اصلیت کا سامنا کرو۔سیاست اور دنیا پرستی و حکومت طلبی کو چھوڑ کر روحانیت کے میدان میں اُترو۔لیکن اس کیلئے پہلے سچے مسیح اور امام مہدی کے دامن میں آنا ہوگا جو کس قدر پیار اور درد سے تمہیں پکار رہا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

باقی

(منیر احمد خادم)

❁ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم❁
تَرْكُ الدُّعَاءِ مَعْصِيَةٌ
❁دعا کو ترک کرنا گناہ ہے❁
طالب دعا از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
❁Auto Traders❁
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش:: 237-0471'237-8468

خطبہ جمعہ

انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے

تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلّم ہے۔ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْکَبِیْر اور اَکْبَر کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۰ر مئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۰ر ہجرت ۱۳۸۱ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

گزشتہ دو خطبوں میں جو مضمون جاری تھا صفات "اَلْکَبِیْر" اور "اَکْبَر"، وہی اس خطبہ میں بھی بیان کیا جائے گا۔ اور یہ اس کی آخری قسط ہے۔

الكبِيرُ فِي صفة اللّٰهِ تعالىٰ : العَظِيمُ الجليلُ المُتكبِّرُ الذى تكبّر عَنْ ظُلْمِ عِبادِهٖ. الکبیر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے یعنی عظیم، بلند شان، متکبر جو اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے بالا تر ہے۔ وَالكِبْرِيَاءُ عَظَمَةُ اللّٰهُ: الکبریاء کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت۔ اَلْكَبِيْرُ عَكْسُ الصَّغِيرِ: کبیر کا لفظ صغیر کی ضد ہے۔

اَکْبَر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ یہ کَبِیْر سے اسم تفضیل ہے۔ "تاج العروس" میں لکھا ہے: کَبَّرَ کا مطلب ہے اس نے اَللّٰہُ اَکْبَر کہا۔

علّامہ اَزْھَری کہتے ہیں کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کے بارہ میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کا مطلب ہے:۔ اَللّٰہُ کَبِیْر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے: ﴿هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾۔ یہاں اَهْوَنُ عَلَيْهِ سے مراد هَيِّنٌ عَلَيْهِ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کے بعد ایک لفظ محذوف ہے اور اصل جملہ یوں ہے:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرٍ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر بڑے سے بڑا ہے۔

"لسان العرب" والے کہتے ہیں کہ:۔ اَللّٰہُ اَکْبَر کے متعلق کہا گیا ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. اَىْ اَعْظَمُ. یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا اور سب سے عظیم ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ اس بات سے بالا ہے کہ کوئی اس کی کبریائی اور عظمت کی کُنہ کو پا سکے۔

سورۃ النساء کی آیت ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ . فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ . وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ . فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ (سورة النساء:٣٥)

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو تو ان کو (پہلے تو) نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو اور پھر (عند الضرورت) انہیں بدنی سزا بھی دو۔ پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بہت بلند (اور) بہت بڑا ہے۔

پھر سورۃ الرعد کی آیات ۹ تا ۱۰ ہیں: ﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ. وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ. عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ﴾۔

اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ (بطور حمل) اٹھاتی ہے اور (اُسے بھی) جو رِحم کم کرتے ہیں اور جو وہ بڑھاتے ہیں۔ اور ہر چیز اس کے ہاں ایک خاص اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے۔ بہت بڑا (اور) بہت رفیع الشان ہے۔

پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۴۳-۴۴: ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّا بْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا. سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾۔ تُو کہہ دے کہ اگر اُس کے ساتھ کچھ اور معبود ہوتے جیسا یہ کہتے ہیں تو وہ بھی ضرور صاحبِ عرش تک پہنچنے کی راہ بڑی خواہش سے ڈھونڈتے۔ پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

سورۃ الحج کی آیت ۶۳: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾۔ یہ اسی طرح ہے کیونکہ اللہ ہی حق ہے اور جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور یقیناً اللہ ہی بہت بلند شان (اور) بہت بڑا ہے۔

پھر سورۃ لقمان کی آیات ۳۰-۳۱: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ . كُلٌّ يَّجْرِىْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَا لْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ . وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَا لْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ﴾۔ کیا تُو نے غور نہیں کیا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا ہے۔ ہر ایک اپنی مقررہ مدت کی طرف رواں دواں ہے۔ اور (یاد رکھو) کہ اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً اللہ ہی ہے جو حق ہے اور جسے وہ اُس کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اللہ ہی بہت بلند شان (اور) بڑا ہے۔

پھر سورۃ سبا کی آیت ۲۴: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ. حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ . قَالُوْا الْحَقَّ . وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾۔ اور اُس کے حضور (کسی کے حق میں) شفاعت کام نہیں آئے گی سوائے اُس کے جس کے حق میں اُس نے اجازت دی ہو۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی تو وہ (اپنی شفاعت کرنے والوں سے) پوچھیں گے (ابھی) تمہارے ربّ نے کیا کہا تھا؟ وہ کہیں گے حق (کہا تھا) اور وہ بہت بلند شان والا (اور) بہت بڑا ہے۔

سورۃ المومن کی آیات ۱۲-۱۳: ﴿قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ . ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗ اِذَا دُعِىَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ . وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا . فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ﴾۔ وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو ہی دفعہ زندگی بخشی۔ پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو کیا (اس سے بچ) نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ تمہارا یہ حال اس لئے ہے کہ جب بھی اکیلے اللہ کو پکارا جاتا تھا تم اس کا انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ پس فیصلہ کا اختیار اللہ ہی کو ہے جو بہت بلند (اور) بہت بڑا ہے۔

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا۔ وہ کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتی تھی۔ دوڑ میں سب سے آگے رہتی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان آیا۔ اس کی اونٹنی دوڑ میں سب سے آگے نکل گئی۔ مسلمانوں کو اس کا بہت افسوس ہوا کہ ایک

دیہاتی کی اونٹنی آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کے افسوس کو بھانپ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتا ہے۔(بخاری. کتاب الجہاد. باب ناقۃ النبی ﷺ)

اب آنحضرت ﷺ کو غرور تو کوئی نہیں تھا مگر یہ آپ کی انکساری ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرا جو خیال تھا کہ میری اونٹنی سب سے آگے ہے خدا نے اس کو بھی نیچا دکھادیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کے نہیں، لوگوں کے تکبر اس طرح ٹوٹتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اُونٹ پر کیا۔ جب بھی آپ رُکنِ (یمانی) کے پاس آتے تو آپؐ کے ہاتھ میں جو چیز تھی اس کے ساتھ آپ رُکن کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے: "اَللّٰہُ اکبر"۔

(بخاری کتاب الحج .باب التکبیر عندالرکن)

ترمذی کتاب الاضاحی۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں عید الاضحیٰ ادا کی۔ جب آپؐ خطبہ دے چکے تو آپؐ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ پھر ایک دُنبہ لایا گیا۔ اس دُنبے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے: "بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ھٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ" یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ قربانی میری طرف سے اور میری اُمّت کے ہر اُس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔ پس یہ قیامت تک کے لئے آنحضرت ﷺ کا احسان سب ان لوگوں پر ہے جو قربانی نہیں کر سکتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم آنحضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم جب بھی کسی بلندی پر چڑھتے اور "لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے تو ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے آپ کو قابو میں رکھو کیونکہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے۔ یقیناً وہ (خدا) تمہارے ساتھ ہے۔ وہ یقیناً سَمِیع اور قریب ہے، اس کا نام برکت والا ہے اور وہ بلند شان والا ہے۔

(بخاری. کتاب الجہاد. باب مایُکْرَہُ مِنْ رَفْعِ الصَّوتِ فی التکبیر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کے وقت خیبر کے علاقے پر حملہ کیا۔ اُس وقت اہلِ خیبر اپنی کسیاں اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے باہر نکل چکے تھے۔ پس جب انہوں نے آنحضور ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے کہا: یہ تو محمد اور اس کا لشکر ہے۔ (یہ الفاظ کہتے ہوئے) وہ قلعے میں پناہ گزین ہو گئے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک بلند کرتے ہوئے فرمایا: "اَللّٰہُ اکبر، خَرِبَتْ خَیْبَرُ"۔ کہ اللہ سب سے بڑا ہے، خیبر فتح ہو گیا۔ ہم یقیناً جب کسی قوم کے علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو جن جو انذار کیا جاچکا ہو ان کی صبح بہت بُری ہوتی ہے۔

(بخاری. کتاب الجہاد. باب التکبیر عندالحرب)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ النساء کی آیت ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ ۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ۔ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۔ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا﴾ (النساء:۳۵) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ارشادِ الٰہی ﴿اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا﴾ میں جس عُلوّ کا ذکر ہے وہ جہت کے لحاظ سے عُلوّ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی جسم کے لحاظ سے کبریائی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی کمال قدرت کے لحاظ سے اور اپنی مشیت کو تمام ممکنات میں نافذ کرنے کے لحاظ سے عَلِیّ اور کَبِیْر ہے۔ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ان دو صفتوں کا ذکر بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس اندازِ بیان کی درج ذیل وجوہات ہیں:-

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

(۱) اس جگہ اس صفت کے لانے کا مقصود خاوندوں کو عورتوں پر ظلم کرنے سے ڈرانا ہے اور مراد یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے ظلم سے بچنے کے لحاظ سے کمزور ہیں اور تم سے انصاف حاصل کرنے کے لحاظ سے عاجز ہیں مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ تو غالب ہے، قَاھِرْ ہے اور کَبِیْر ہے۔ اور اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم سے ان عورتوں کے حق میں انصاف کروائے اور تم سے ان کا پورا پورا حق دلوائے۔ پس تمہارا ان سے طاقتور ہونا اور درجہ میں بڑا ہونا تمہیں غفلت میں نہ ڈالے۔

(۲) جب وہ تمہاری اطاعت کر رہی ہوں تو اپنے طاقتور ہونے کی وجہ سے تم ان پر ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے بہت بلند شان والا ہے۔ اور ہر ایک چیز سے بڑا ہے اور وہ اس چیز سے بالا ہے کہ وہ کسی کو مکلّف کرے مگر حق کے ساتھ۔

(۳) اللہ تعالیٰ اپنے عُلوّ مرتبت اور کبریائی کے باوجود تمہیں صرف اُنہیں معاملات میں مکلّف کرتا ہے جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔ پس اسی طرح تم بھی ان عورتوں کو اپنی محبت پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ اس کی قدرت نہیں رکھتیں۔

یعنی محبت تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے اس لئے عورتوں کو مجبور کرنا کہ وہ اس سے محبت کریں یہ زبردستی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ محبت تو دل کا معاملہ ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ عُلوّ مرتبت اور کبریائی کے باوجود کسی گناہگار کا جب وہ توبہ کر لیتا ہے مواخذہ نہیں کرتا بلکہ اسے بخش دیتا ہے۔ پس جب کوئی عورت اپنی نافرمانی سے باز آجاتی ہے تو تم اس چیز کے زیادہ اہل ہو کہ تم اس کی توبہ کو تسلیم کرو اور اسے تکلیف دینا چھوڑ دو۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے عُلوّ مرتبت اور کبریائی کے باوجود بندے کے معاملہ میں ظاہر معاملات کو کافی جانا ہے اور اس کے پردے چاک نہیں کئے۔ پس تمہیں بھی چاہئے کہ عورت کی ظاہری حالت پر اکتفا کرو اور اس کے دل میں جو محبت یا بغض ہے اس کی تفتیش میں نہ پڑو۔ (تفسیر کبیر .امام رازی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہو جائیں، پس تم اُن کو نصیحت کرو اور خواب گاہوں میں اُن سے جدا رہو اور مارو (یعنی جیسی جیسی صورت اور مصلحت پیش آوے) پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جائیں تو تم بھی طلاق وغیرہ کا نام نہ لو اور تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلّم ہے یعنی دل میں یہ نہ کہو کہ اِس کی مجھے کیا حاجت ہے، مَیں دوسری بیوی کر سکتا ہوں۔ بلکہ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے۔" (آریہ دھرم. صفحہ ۴۵)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ الحج کی آیت ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾ (الحج:۶۳) کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ اس جگہ ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾ لانے کا گزشتہ مضمون سے کیا تعلق ہے؟ پھر وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ﴿اَلْعَلِیُّ﴾ کے معنی "اَلْقَاھِرُ" اور "اَلْمُقْتَدِرُ" کے ہیں یعنی غالب اور ایسی قدرت رکھنے والے کے ہیں جو مغلوب نہ ہو سکے۔ یہ صفات لا کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے متنبہ کیا ہے کہ وہ نفع نقصان پر قادر ہے۔ ان تمام معبودانِ باطلہ کو چھوڑتے ہوئے جن کی عبادت (نفع کی) رغبت سے کی جاتی ہے اور (نقصان کے) ڈر سے ان کے غیر کی عبادت سے رکا جاتا ہے۔ صفت کبیر کا مطلب اپنی قدرت اور غلبہ میں عظیم کے ہیں اور یہ صفت بھی کمال قدرت کے مفہوم کا فائدہ دیتی ہے۔

(رازی)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ لقمان کی آیت ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَا لْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ ۔ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَا لْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾ (لقمان:۳۱) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَا لْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اس کے قول ﴿ھُوَا لْعَلِیُّ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی صفات میں سب سے اعلیٰ ہے اور ارشادِ الٰہی ﴿الْکَبِیْرُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں بڑا ہے۔ اور یہ بات اس چیز کے منافی ہے کہ اس کا جسم کسی جگہ پر ہو۔ کیونکہ اگر ایسا مانا جائے تو اس کے جسم کی کوئی حد ہوگی۔ اور اس طرح اس سے بڑے وجود کا فرض کرنا ممکن ہوگا۔ پس یوں وہ ایک فرض کئے گئے وجود (مفروض) سے چھوٹا قرار پائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ مطلقاً کبیر ہے یعنی جس قدر بھی تصور کیا جاسکتا ہے اس سے بھی بڑا ہے۔ (رازی)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ سبا کی آیت ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ ۔ حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَا ذَا ۔ قَالَ رَبُّکُمْ ۔ قَالُوْا الْحَقَّ ۔ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾ (سبا:۲۴) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ﴿وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ تمام کاملوں

پر اپنی ذات میں اور صفات میں فوقیت رکھتا ہے، ورنہ یہ بات اس کے وجود کو جسمانی ہونے اور کسی جگہ پر موجود ہونے کو باطل قرار دیتی ہے...... اور اگر اس کا مادی وجود ہوتا تو اس کی ایک مقدار ہوتی۔ اور ہر مقدار سے ایک بڑی چیز کا فرض کرنا ممکن ہے اور وہ چیز نسبتی طور پر اپنے غیر سے بڑی ہوگی نہ کہ مطلقاً بڑی۔ جبکہ (اللہ تعالیٰ) مطلقاً کبیر (بڑا) ہے۔(رازی)

لوقا باب ۱۸ میں حضرت مسیح ناصریؑ کا قول ہے:

"دولتمندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے! کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو"۔

(لوقا باب ۱۸ آیات ۲۴، ۲۵)

اب اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو دولتمند ہے وہ ضرور جہنمی ہے۔ مراد صرف اتنی ہے کہ وہ دولتمند جو اپنی دولت کا کبر کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو دولت کے رکھنے کے باوجود انکسار سے کام لیتا ہے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا کام کرتا ہے وہ ایسا نہیں ہے جس کو جنت کا انکار کر دیا گیا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"کبر بہت بُری چیز ہے۔ ہمایوں نے ایک دفعہ اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ فوج کی کثرت دیکھ کر کہنے لگا: اتنی کثیر التعداد فوج کو ہلاک کرتے خدا کو بھی کئی دن لگ جائیں۔ شیر شاہ پاس کھڑا تھا۔ الگ ہو گیا کہ یہ تو بے ایمان ہے۔ آخر ہمایوں پر ذلت کا وہ زمانہ آیا کہ ہند میں سر چھپانے کو جگہ نہ ملی۔ ایران چلا گیا۔ کبر کے کلّے یوں کر دیتے ہیں۔(حقائق الفرقان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"علو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپؐ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپؐ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپؐ نے سجدہ کیا۔"(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۰۳ حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:۔

"انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔ ؎

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام — جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیرؔ اپنی ذات بافندہ پر نظر کر کے شکر کرتا۔

بافندہ جولاہے کو کہتے ہیں۔ کبیر جولاہا تھا۔ وہ اس بات پر شکر کرتا تھا کہ میری ذات چھوٹی سمجھی جاتی ہے۔

"پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیا چیز ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے، وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جا رہے تھے تو پٹواری بھی ساتھ تھا۔ ایک بہت ہی بیچاری غریب بڑھیا نے آپ کا راستہ کاٹا تو پٹواری نے بڑے تکبر سے ایک طرف منہ کر لیا کہ یہ کون ہوتی ہے ہمارا راستہ کاٹنے والی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہیں کھڑے ہو گئے اور اس غریب کی ہر بات بڑے غور اور توجہ سے سنی یہاں تک کہ اس کی بات ختم ہو گئی اور پٹواری کو تو بہر حال ٹھہرنا ہی پڑا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکسار تھا کہ بوڑھی سے بوڑھی اور غریب سے غریب عورت کی بھی بات سنتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا، اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔"(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ نمبر ۳۷۰۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنیٰ آدمی السلام علیکم کہے تو اسے مخاطب کرنا اور وعلیکم السلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے اور خیال گزرتا ہے کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لئے حدیث میں آیات ہے کہ غریب امیروں سے پانصد سال پیشتر جنت میں جاویں گے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس حدیث کے معانی کیا ہیں"۔

اب یہ بہت اہم ہے۔ واقعی پانچ سو سال پیشتر جانا اس کی سمجھ نہیں آتی کیا مطلب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے کہ اس حدیث کے معانی سمجھ نہیں آئے۔ "لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ غریبوں کا تزکیہ نفس قضا و قدر نے خود ہی کیا ہوتا ہے۔"(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۸۸۔ جدید ایڈیشن)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

"حق اللہ میں بھی امراء کو وقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔ اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے۔ پانی لا سکتا ہے۔ کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقعہ ملے تو اس میں بھی اُسے دریغ نہیں ہوتا، لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جائیں گے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۸۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"امراء میں بہت ساحصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے اور نہ دوسرا حصہ خلقت کی خدمت کا اُن سے ادا ہوتا ہے۔ خلقت کی خدمت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی بُرا مناتے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کا حال ہے کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہئے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد۔ آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گزارا اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک بُڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

آپ فوت ہو گئے تو اس بُڑھیا نے کہا کہ آج ابو بکرؓ فوت ہو گیا۔ اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اُس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا۔ یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کس قدر خدمت تھی ایسا ہی سب کو چاہئے کہ خدمت خلق کرے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۹۔۳۷۰۔جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۴۳۸۔۴۳۹۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ ...... کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹۔ صفحہ ۱۲۔۱۳)

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۱/دسمبر ۱۸۹۶ء: "جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ...... میں ۲۶/۲۷/۲۸/دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور اس کی تائید سے لکھا گیا ہے .... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہیں ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ آریہ، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔

مَیں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نورِ ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اَللّٰهُ اَكْبَرْ۔ خَرِبَتْ خَيْبَرُ۔

اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلولِ انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین میں پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔

پھر مَیں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا "اِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ. اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ اَيْنَمَا قُمْتَ"۔ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔

(اشتہار مورخہ ۲۱/دسمبر ۱۸۹۶ء۔ زیر عنوان "سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"۔ و تبلیغ رسالت جلد پنجم صفحہ ۷۷ تا ۷۹۔ و تذکرہ صفحہ ۲۹۰۔ ۲۹۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ۲۷/مئی ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:۔

"عَبْدُالْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. اَرٰى رِضْوَانَهٗ . اَللّٰهُ اَكْبَرُ"۔ پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا کچھ اپنی قدرتیں میرے واسطے ظاہر کرنے والا ہے اس واسطے میرا نام عبدالقادر رکھا۔ رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا میں خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونے والا ہے جس سے ثابت ہو جائے اور دنیا پر روشن ہو جائے کہ خدا مجھ پر راضی ہے۔ دنیا میں بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ میں بھی اس رضامندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کی رضا پر دلالت کرنے والے افعال دیکھتا ہوں۔

مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومنین جب بہشت میں داخل کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ تو وہ عرض کریں گے کہ اے ربّ تو ہم سے راضی ہو جا۔ جواب ملے گا اگر مَیں راضی نہ ہوتا تو تم کو بہشت میں کس طرح داخل کرتا۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۸ مورخہ ۲۵/مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ و الحکم جلد ۹ نمبر ۱۹ مورخہ ۳۱/مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۔ وتذکرہ صفحہ ۵۵۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

❀❀❀❀ ❀❀❀❀

بقیہ صفحہ ::	(اول)

مرد اگر پارساطبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔

اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرضکہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے:

اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ ::

اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیر ہوتے ہیں تو عورتیں ان کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا جتنا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی کچھ اثر اس پر نہیں ہوتا۔ خدا نے مرد عورت دونو کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقعہ نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔ مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں۔ جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اسے پرکھنے کا موقع ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اسی لئے عورت کو سارق بھی کہا ہے۔ کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ آخرکار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہو گئی۔ شراب وغیرہ اول شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا۔ غیر لوگوں سے بھی ملنے لگی۔ خاوند نے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس نے بیوی کو کہا کہ تو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو۔ اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے۔ یہ عادتیں جو شراب وغیرہ اور آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 207 تا 209)

ایک سوزش اور جذبہ انکے اندر تھا اور ہمارے ساتھ ایک مناسبت رکھتے تھے (حضرت مسیح موعودؑ)

ایک باوفا بزرگ حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی رضؓ

مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب

حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ حضرت مسیح موعودؑ سے تقریباً پانچ سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ 25 سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے دہلی تشریف لے گئے۔ اور سید نظیر حسین صاحب دہلوی سے علم حدیث حاصل کیا اسی طرح تفسیر فقہ اور نحو وغیرہ دینی علوم میں دسترس حاصل کی۔ طب یونانی میں خاص مہارت پیدا کی اور 1865ء میں وطن واپس آ کر تحریک اہل حدیث کے پر جوش کارکن کے طور پر کام کرتے رہے آپ کے ذریعہ سے وہاں متعدد اہل حدیث جماعتیں قائم ہوئیں چونکہ اردو، فارسی، عربی، پشتو اور پنجابی میں بلا تکلف گفتگو کر سکتے تھے اس لئے آپ سے ملنے والوں اور استفادہ کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ زبان میں بڑا اثر تھا اور ماہر طبیب ہونے کی وجہ سے لوگوں میں خاص عزت تھی جس سے ان کے کاروبار میں بھی عمدہ اثر پڑا اور مالی حالت خاصی ترقی کر گئی دور دور سے شاگرد استفادہ کرنے کیلئے آتے تھے بالخصوص علم حدیث میں آپ نے کئی نامور شاگرد پیدا کئے جن میں حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی ،مولوی ابراہیم صاحب سیال کوٹی، مولوی محمد عرفان صاحب ڈونگا گلی (مری)، مولوی حشمت علی صاحب راجوری مولوی مبارک علی صاحب سیال کوٹی مولوی عبد الرحمان صاحب کھیوال اور مولوی محمد قاری صاحب جہلمی اپنے علاقہ میں حدیث کے علماء سمجھے جاتے تھے۔

جہاں پہنچنا تھا وہاں پہنچ گئے

لیکن ظاہری علم آپ کو متکبر اور ظاہر پرست نہ بنا سکا بلکہ باطنی ترقی کیلئے آپ کی پیاس بڑھتی رہی اور آپ روحانی استفادہ کیلئے پہلے باوَلی شریف کے بزرگ مولوی حیات گل صاحب و مولوی غلام رسول صاحب کے پاس ٹھہرے پھر کئی سال مولوی عبد اللہ غزنوی صاحب کی صحبت سے فیض اٹھایا۔ بعد ازاں حضرت پیر صاحب کوٹھہ شریف کی مریدی اختیار کی لیکن آپ کی روحانی تسکین نہ ہوئی بلکہ سرگردانی اور بے چینی بڑھتی ہی گئی۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنی معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ شائع کی تو اسے پڑھ کر حضورؑ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا آپ کے ایک شاگرد مولوی مہر الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ نے انہیں بتایا کہ براہین احمدیہ پڑھنے کے بعد انہیں خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص آئندہ کچھ بننے والا ہے اس لئے اسے دیکھنا چاہئے اسی ارادہ سے وہ 1886ء میں قادیان پہنچے مگر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ان دنوں ہوشیار پور میں مقیم تھے حضرت مولوی صاحبؓ نے ہوشیار پور کا رخ کیا اور بڑی کوشش کے بعد آپ کی رہائش گاہ کا پتہ لگالیا۔ دروازہ پر جا کر دستک دی اور خادم کے ذریعہ اپنے نام اور مقصد سے متعلق اطلاع بھجوائی جب خادم اندر گیا تو اسی وقت حضرت مولوی صاحبؓ کو فارسی میں الہام ہوا کہ جہاں آپ نے پہنچنا تھا پہنچ گئے اب یہاں سے مت ہٹیں خادم نے واپس آ کر معذرت کی کہ اس وقت ملاقات کی فرصت نہیں اس لئے پھر کسی وقت تشریف لائیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے خادم سے کہا کہ میرا گھر دور ہے اس لئے فرصت کے انتظار میں یہیں دروازہ کے اوپر بیٹھتا ہوں۔ خادم پھر اندر گیا اور حضورؑ کو حضرت مولوی صاحبؓ کے جواب سے مطلع کیا اسی وقت حضورؑ کو عربی میں الہام ہوا جس کا مطلب یہ تھا کہ مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنی چاہئے۔ جس پر حضورؑ نے خادم کو جلدی سے دروازہ کھول کر مہمان کو اندر لے آنے کا حکم دیا۔ جب حضرت مولوی صاحبؓ اندر ملاقات کیلئے گئے تو حضورؑ بہت خندہ پیشانی سے ملے اور فرمایا کہ ابھی مجھے یہ الہام ہوا ہے حضرت مولوی صاحبؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی الہام ہوا تھا کہ یہاں سے مت ہٹیں۔ جہاں پہنچنا تھا آپ پہنچ گئے ہیں۔

(ماہنامہ انصار اللہ فروری 74ء)

چند دن وہاں رہ کر حضرت مولوی صاحبؓ حضورؑ کے حالات کا مشاہدہ کرتے رہے راوی بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ تین وقت کھانا نہیں کھاتے تھے۔ نماز کے وقت باہر تشریف لاتے اور وضو کر کے ساتھیوں کے ہمراہ نماز با جماعت ادا کرتے اور پھر خلوت میں چلے جاتے۔ ان دنوں وہاں مرزا عظیم بیگ صاحب ہوشیار پوری مہتمم بندوبست تھے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کو ان سے تعارف تھا۔ اس لئے ان سے ملنے چلے گئے۔ انہوں نے ہوشیار پور آنے کا مقصد دریافت کیا تو مولوی صاحبؓ نے کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ مرزا عظیم بیگ صاحب نے کہا کہ وہ اچھے آدمی تھے مگر اب خراب ہو گئے ہیں حضرت مولوی صاحبؓ نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ بچپن میں یہ لڑکوں سے کھیلا نہیں کرتے تھے اور بہت کم کمرے سے باہر نکلتے تھے اور ان کے والد صاحب ان سے ناراض رہتے تھے کہ اکثر تنہائی میں کیوں گزارتے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا الحمد للہ آپ نے مجھے حضرت مرزا صاحب کے بچپن کے متعلق بتادیا کہ وہ ابتداء ہی سے نیک اور لہو ولعب سے پرہیز کرنے والے تھے اور ان کی موجودہ حالت تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تین تین دن تک کھانا نہیں کھاتے نماز باجماعت کی پابندی کرتے ہیں اور باقی وقت علیحدگی میں گزارتے ہیں عصر کے وقت کوٹھے پر اس تیزی سے چلتے ہیں جیسے کوئی 50 کوس کا سفر کرنا ہے میرا قیافہ یہ ہے کہ یہ دور پہنچنے والا آدمی ہے۔

بیعت کا حکم نہیں ملا

حضرت مولوی صاحبؓ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے بیعت کیلئے درخواست کی مگر حضورؑ نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں ملا بعد میں جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ مسیحیت پر اہل حدیث مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کفر کا فتویٰ لکھا اور اس پر قریباً 200 مولویوں کے دستخط لئے تو مولوی برہان الدین صاحبؓ نے بھی مشروط فتویٰ لکھا لیکن سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی اصل کتب پڑھنے کے بعد جلد ہی اس فتویٰ سے رجوع کر لیا اور گجرات وزیر آباد میں اعلانیہ مجالس میں کہہ دیا کہ مجھے مرزا صاحب کی تحریرات سے کوئی وجہ کفر کی نہیں ملتی اس رجوع کی خبر مولوی بٹالوی صاحب کو بھی ہو گئی مگر انہوں نے پہلے فتوے کی اشاعت ترک نہ کی۔ بلکہ حضرت مولوی صاحبؓ کو لکھا کہ اپنے فتویٰ سے شرط کے الفاظ بھی نکال دیں اور کفر کا صحیح فتویٰ لکھیں۔ جس پر حضرت مولوی صاحبؓ نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو سخت خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب کی تحریرات کے مطالعہ سے مجھ پر حق کھل گیا ہے اور آپ صرف مغلوب الغضبی کی وجہ سے پرانی باتیں شائع کر رہے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر دوسرا آدمی مغلوب الغیرت ہو کر برابر کا جواب دینے پر مجبور ہو سکتا ہے۔

آپ کے آنے سے آرام ملتا ہے

بیعت کر لینے کے بعد حضرت مولوی صاحبؓ ہر سال قادیان جاتے اور روحانی چشمہ سے سیراب ہو کر واپس لوٹتے حضورؑ کی خواہش ہوتی کہ وہ قادیان میں مستقل طور پر ٹھہر جائیں مگر حضرت مولوی صاحبؓ عرض کرتے کہ مالی لحاظ سے میں پہلے ہی کوئی خدمت نہیں کر رہا اس لئے جماعت پر بوجھ نہیں بننا چاہتا حضرت مولوی صاحبؓ قادیان جاتے تو زائرین کو دعوت الی اللہ کرتے اور کتب کی طباعت کے کام میں مدد دیتے اور پروفوں کی تصحیح کرتے حضورؑ فرمایا کرتے کہ ”مولوی صاحب! آپ کے آنے سے مجھے آرام ملتا ہے“

مولوی مہر الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضورؑ سے درخواست کی کہ حضورؑ نے عید کے خطبہ کیلئے مولوی محمد احسن صاحبؓ کو مقرر کیا تھا تو انہوں نے علمی رنگ میں خطبہ پڑھا۔ جس سے عوام الناس فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اس مرتبہ حضورؑ مولوی برہان الدین صاحبؓ کو عام لوگوں کو سمجھانے کیلئے مقرر فرمائیں کیونکہ وہ پنجابی میں تقریر کرتے ہیں حضورؑ نے اسے پسند فرمایا اور حضرت مولوی صاحبؓ کو ارشاد فرمایا ان کی تقریر سن کر بہت سے لوگوں نے بیعت کر لی۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی طبیعت میں تصوف کا رنگ تھا۔ بہت بڑے عالم ہونے کے باوصف بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں بالکل گداز تھے اور حضورؑ سے اپنے تعلق کو فدائیت اور جاں نثاری کے لحاظ سے اس معیار تک لے گئے تھے کہ حضرت اقدس سیر کے بعد جب واپس گھر کی طرف آتے تو آپ کے آگے بڑھ کر حضورؑ کی نعلین مبارک اپنے کندھے والی چادر سے صاف کر دیتے۔ مستری نظام الدین صاحب سیال کوٹی سنایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی صاحبؓ کا اخلاص جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ 1904ء میں حضرت اقدسؑ جب سیال کوٹ تشریف لے گئے تو مولوی صاحبؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضورؑ ایک مرتبہ وہاں خدام کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ کسی عورت نے کھڑکی سے حضورؑ پر راکھ ڈالی حضورؑ آگے نکل چکے تھے اس لئے راکھ مولوی صاحب کے سر پر پڑی۔ اس بظاہر ذلیل کرنے والے فعل سے مولوی صاحب کی روح وجد میں آ گئی اور انہوں نے محویت کے عالم میں پنجابی میں کہا ”پا اے مائی پا“، یعنی اے محترمہ اور راکھ ڈالو تا حق کے راستہ میں اس قسم کے سلوک سے میں پوری طرح لطف اندوز ہو سکوں۔

اے نعمتاں کتھوں

حضرت اقدس جب سیال کوٹ سے واپس تشریف لائے اور حضرت مولوی صاحبؓ آپ کو الوداع کہنے کے بعد پیچھے رہ گئے تو بعض شریروں نے آپ کی بے عزتی کی بلکہ پکڑ کر منہ میں گوبر ٹھونس دیا اس پر بھی مولوی صاحب پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور مخالفین کو کوسنے دینے یا واویلا کرنے کی بجائے آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا او برہانا اے نعمتاں کتھوں یعنی اے برہان الدین یہ نعمتیں روز روز اور ہر شخص کو کہاں نصیب ہوتی ہیں یہ عشق کا وہ بلند مقام ہے جس کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس عربی شعر میں کیا ہے:

لنا عند المصائب یا حبیبی
رضاء ثم ذوق و ارتیاح

یعنی اے ہمارے پیارے رب تیری راہ میں جو مصائب اور ابتلاء آتے ہیں ان میں بھی ہم راحت اور آرام پاتے ہیں اور وہ ہماری مسکراہٹیں ہم سے نہیں چھین سکتے۔

جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد حضرت مولوی

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

واقفین نو اور ہماری ذمّہ داریاں

مکرم نثار احمد کامل صاحب کالا بن ،جموں

ہمارے نبی نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی ﷺ ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور آپ کی شریعت عالمگیر شریعت ہے اس کامل اور دائمی شریعت کی تمکنت اور شوکت ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ ہوتی ہے جو ان کی سنتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے اور اسی پر برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

وقف نو کی نہایت درجہ مبارک اور تاریخی تحریک کو یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ اس کی برکت سے معجزانہ طور پر احمدی والدین کو کثرت سے زینہ اولاد کے نشان عطا ہوئے دوسرا یہ کہ یہ تحریک خدا کے ایک موعود خلیفہ کی ایک بابرکت تحریک ہے علاوہ ازیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں انکشاف فرمایا کہ:

’’خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۱ کالم ۴)

حضور نے اس عظیم انکشاف سے بھی ۲۹ سال قبل ۱۹۱۵ء میں جلسہ سالانہ سے خطاب کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ

’’ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے۔ دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا تم ہی لوگ ان کے معلم بنو گے پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دئے جاؤ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے لئے استاد بن سکو۔‘‘

(انوار خلافت تقریر دسمبر ۱۹۱۵ء)

پس وقف نو کی انقلاب انگیز تحریک جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے القائے ربانی کے تحت ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو جاری فرمائی دراصل حضرت مصلح موعودؓ کی ۱۹۱۵ء کی آواز کی بازگشت ہے۔ دونوں تحریکوں کا سر چشمہ اور منبع ایک ہے یعنی رب ذوالجلال، پہلی تحریک اگر آغاز ہے تو دوسری اسکے تسلسل کی ارتقائی کڑی چنانچہ حضور نے وقف نو کی مبارک تحریک کا اعلان کرتے اور اس کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

’’میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوت الی اللہ کے ذریعہ وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ:

اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے مـا فـی بطـنی جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے یہ مائیں دعائیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے ان کو اپنے لئے خاص کر لے تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں اور اس وقف کی شدید ضرورت ہے آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ سے واقفین زندگی چاہئیں ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

مخلصین جماعت کا والہانہ لبیک

اس تحریک پر دنیا بھر کے مخلصین احمدیت نے جس والہانہ رنگ میں لبیک کہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے خدا کے فضل سے واقفین بچوں کی ننھی منھی روحانی فوج کی تعداد ۲۰ ہزار سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ بھارت کے واقفین نو ایک ہزار ہیں دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے جبکہ بین الاقوامی سطح پر بچوں کی دینی تربیت کا ایک حیرت انگیز آسمانی نظام قائم ہوا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خداداد فراست و ذہانت سے بچوں کی نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا اور ان کی تعلیم و تربیت کے سنہری اصول مقرر فرمائے اور احمدی والدین کو خصوصاً اور جماعت احمدیہ کے سب افراد کو عموماً مستقبل کے تقاضوں کے مطابق ان کی ذمہ داریوں کی طرف نہایت موثر اور وجد آفرین رنگ میں توجہ دلائی جو قیامت تک کے لئے مشعل راہ ہے پیارے آقا نے جو ذمہ داریاں احباب کو بتائی ہیں وہ درج ذیل خطبات میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء، ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء، ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء، ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء، یکم نومبر ۱۹۸۹ء یہ پانچوں خطبات حقائق و معارف کا بیش قیمت خزانہ ہیں اور ہم میں سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ ان خطبات کی اہمیت وافادیت کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے ان خطبات کو بار بار پڑھے کیونکہ تحریک وقف نو کا اصل بنیادی ماخذ وہی ہیں اور ان کا لفظ لفظ روح القدس سے لبریز ہے اور اپنے اندر جذب وکشش کی مقناطیسی طاقت رکھتا ہے اور زبردست تاثرات کا حامل ہے نمونۃً پیارے آقا کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے چند پر اثر ارشادات پیش خدمت ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:

۱۔ ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے اور یہ نفرت اسکو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہئے جس طرح Radiation کسی چیز کے اندر سرائت کرتی ہے اسی طرح پرورش کرنے والی ماں کی باہوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کیوں کہ یہ خدا کی مقدس امانت آپ کے گھر میں پل رہی ہے۔

۲۔ بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کر دیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں اسلئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔ جو مزاح ہمیں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں کہیں کہیں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں بھی مزاح نظر آتا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طبیعت میں بھی بڑا مزاح تھا۔ لیکن اس مزاح کے ساتھ دونوں قسم کی پاکیزگی تھی۔

۳۔ ابتدا ہی سے ایسے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں انشاء اللہ یقیناً نظام جماعت بھی کچھ پروگرام بنائے گا ایسی صورت میں والدین نظام جماعت سے رابطہ رکھیں۔ اور جب بچے اس عمر میں پہنچیں کہ جہاں وہ قرآن کریم اور دینی باتیں پڑھنے کے لائق ہو سکیں تو اپنے علاقہ کے نظام سے یا براہ راست مرکز کو لکھ کر ان سے معلوم کریں کہ اب ہم کس طرح ان کو اعلیٰ درجہ کی قرآن خوانی سکھا سکتے ہیں۔ اور پھر قرآن کے مطالب سکھا سکتے ہیں۔ کیوں کہ قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں۔ اور ان کی آواز میں کشش پائی جاتی ہے۔ لیکن محض پر کشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کے معنے نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور کافی گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اس کمی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ وجوہات جو مذاہب کے زوال کا موجب بنتی ہیں ان میں سے یہ بہت ہی اہم وجہ ہے۔ اسلئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے۔ اور علم کی وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہئے۔ یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو۔ پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرہ پیدا ہو سکتا ہے تو اس لحاظ سے بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج اس بابرکت تحریک کو سولہ سال کا عرصہ ہونے والا ہے۔ ہمارے واقفین نو بچے اس وقت ہائی کلاسوں کے قریب پہنچ رہے ہیں تو والدین کو خصوصاً اور نظام جماعت کو بھی یہ معلوم کرنا چاہئے کہ ہمارے بچوں کے اندر کس قدر صلاحیت پیدا ہو چکی ہے اور والدین کو اس بات کی یاد دہانی بھی کرائی جاتی ہے کہ اگر آپ کے بچے نے میٹرک پاس کر لی ہے اب آگے کے بارہ میں کیا سوچا ہے اس کو جامعہ احمدیہ میں داخل کرانا ہے یا پھر آگے اس کی تعلیم کو جاری رکھنا ہے۔ نیز والدین کو اس بات کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ہے کہ واقفین نو بھارت کا جو دفتر قادیان میں ہے وہاں پر ہر ایک واقف نو کی الگ سے فائل بنی ہے جس میں انکی ضروری دستاویزات مثلاً پیدائش سرٹیفکٹ، ڈاکٹری سرٹیفکٹ و تعلیمی سرٹیفکٹ رکھے جاتے ہیں جن واقفین بچوں کی ابھی تک فائل نہیں بنی وہ دفتر وقف نو بھارت (قادیان) سے رابطہ کریں۔ امید ہے کہ والدین اپنے بچوں کی طرف پورا دھیان دیتے ہوئے ان کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی ضروری دستاویزات کی طرف بھی خصوصی توجہ دیں گے۔ صرف بچوں کو وقف کرنا ہی والدین کا کام نہیں اگر ہم اپنے بچوں کو صرف وقف کر کے چپ بیٹھ جائیں اور ان کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کا کام نہیں کریں تو پھر ہم خدا کے حضور کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب سونگڑوی

سابق صدر جماعت احمدیہ کٹک

مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ

1974 کا واقعہ ہے ایک دن سرکاری محکمہ کے کچھ لوگ مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب مرحوم و مغفور کی رہائش گاہ پر جو Reserve Police Hospital بخشی بازار کٹک میں تھی اچانک آپہنچے اور تیس ہزار روپے (Rs,30 000) میں کٹک کے منگلا باغ علاقے میں خریدی گئی ایک عالی شان عمارت کے تعلق سے پوچھ تاچھ کرنے لگے۔ محکمہ والوں کو یقین تھا کہ یہ عمارت کی قیمت تیس ہزار سے کہیں زیادہ ہے اور مولوی ابو صالح صاحب نے محض سرکاری Registration فیس کم ادا کرنے کی خاطر مکان کی قیمت کم لکھوائی ہے۔ مکرم مولوی ابو صالح صاحب نے محکمہ والوں سے کہا کہ آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں مالی کشمکش سے دو چار ہوں اور خود تیس ہزار روپے کی عمارت خریدنے کی حیثیت نہیں رکھتا میں نے تو صرف جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں جماعت کے لئے یہ مکان خریدا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس مکان کے خریدنے میں کسی قسم کی کوئی دھاندلی نہیں کی گئی ہے البتہ کچھ مخصوص حالت کے مد نظر یہ عمارت جماعت کو بہت سستی مل گئی ہے۔

واقعی کٹک میں جماعت احمدیہ کی دار التبلیغ و مسجد جو اس عمارت میں موجود ہے ایک معجزانہ رنگ میں تقریباً آدھی قیمت پر جماعت کو دستیاب ہوئی اور تب سے لیکر ابتک باوجود غیر احمدیوں کے علاقے میں ہونے کے اور ان کی سخت مخالفت کے اسکی جس طرح ترقی ہوئی ہے وہ کسی معجزہ سے کم نہیں ہے بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی سید ابو صالح صاحب کی قابل قیادت اور انتھک محنت اور لگن کا یہ ایک شیریں ثمر ہے جس میں جماعت کے اور بھی بہت سارے بزرگوں اور نوجوانوں کا کار آمد حصہ رہا اور ان میں سے افضل الذکر مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مرحوم ہیں۔ جو اس وقت کٹک میں بطور مبلغ سلسلہ تھے اور مولوی سید ابو صالح صاحب کے چھوٹے بھائی بھی ہیں اسی دار التبلیغ کی عمارت خریدنے کے سلسلے میں چندہ اکٹھا کرنے کے دوران ایک ریل حادثہ میں مولوی سید محمد موسیٰ صاحب شہید ہو گئے۔

مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب کم و بیش پچیس تیس سال تک جماعت احمدیہ او ایم پی کٹک اور پھر جماعت احمدیہ کٹک شہر کے صدر کے طور پر مسلسل خدمت کرتے رہے اور صوبائی مجلس عاملہ اڑیسہ کے امین کی حیثیت سے بھی کار آمد خدمت سر انجام دی۔ ان کے زیر قیادت و نگرانی جماعت احمدیہ کٹک اور مجلس خدام الاحمدیہ کٹک تبلیغی و تربیتی کاموں میں آگے آگے رہی۔

مولوی صاحب اونچے قد، سفید رنگ، متوازن جسم، خوب صورت نکھرا ہوا متبسم چہرہ کے مالک تھے۔ ہمیشہ صاف ستھرا پریس کیا ہوا سفید پائجامہ قمیض ہی میں ملبوس رہتے تھے جس سے ان کی شخصیت اور بھی نکھر جاتی تھی۔

موصوف کی پیدائش سونگڑہ کے مشہور و معروف قصبہ رسول پور کے ایک شریف، خدا ترس، محب رسول خاندان میں غالباً 1914 میں ہوئی تھی۔ سونگڑہ صوبہ اڑیسہ کی واحد جماعت ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک درجن کے قریب صحابہ کرام پیدا ہوئے اور پون صدی تک سونگڑہ جماعت احمدیہ اڑیسہ کی دینی سر گرمی اور رہنمائی کا مرکز بنا رہا۔

قصبہ رسولپور میں اکثریت غیر احمدی مسلمانوں کی ہے تاہم کچھ احمدی اور کچھ ہندو بھی یہاں بود و باش رکھتے ہیں۔ نصف صدی پہلے مسلم کلچر کا اتنا اثر تھا کہ یہاں کے ہندو بھی خالص اردو زبان بولتے تھے اور مسلمانوں کے آداب و کلچر سے اتنا واقف تھے کہ کہا جاتا ہے کہ ایک بار ایک ہندو نے ایک موذن کو غلط اذان دیتے ہوئے سن کر ٹوکا اور تصحیح کروائی مولوی سید ابو صالح صاحب کے والد بزرگوار کا نام سید حسن علی تھا جو سید ابو ہاشم عربی نسل سے تھے۔ سید علی حسن صاحب سرکاری پریس کٹک میں ملازم تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد قادیان کا سفر کیا۔ قادیان کی سردی کے موافق ان کے پاس گرم کپڑے نہیں تھے جس سے یقیناً پریشانی و تکلیف تو ہوئی لیکن اسکے باوجود انہوں نے قادیان میں اپنا وقت اس قدر عبادت و دعا میں گزارا کہ واپسی پر انکے ساتھیوں نے یہ مشہور کیا کہ نیکی تو حسنا میاں نے کمائی۔ مولوی سید ابو صالح صاحب کی والدہ کا نام سیدہ حفاظت النساء فاخرہ بی بی تھا۔ جو ایک صحابی کی بیٹی تھیں۔ وہ ایک بہت خوبصورت نیک گو نہایت ہی پیار کرنے والی شخصیت تھیں۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ انکے ایمان کا پیمانہ بھی اتنا اونچا تھا کہ ابھی جبکہ انکے خاوند احمدی نہیں ہوئے تھے وہ پہلے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئیں کون کہتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کو آزادی نہیں ہے۔

مولوی سید ابو صالح صاحب اپنے والدین کے چار بیٹوں میں سے تیسرے تھے۔ چاروں بھائیوں نے جماعت کی بے لوث خدمت کی ہے۔ سب سے بڑے مولوی سید محمد زکریا صاحب بھدرک میں مشہور نارائن چندر ہائی سکول میں استاد تھے اور جماعت احمدیہ بھدرک کے سال ہا سال تک صدر بھی رہے موصوف اچھے شاعر بھی تھے۔ دوسرے بھائی مولوی سید محمد یونس صاحب سورو میں آر ایم ای سکول میں استاد تھے۔ ابتداء میں سورو میں ان کے سوا کوئی احمدی نہیں تھا۔ وہاں پر جماعت احمدیہ کے قیام میں انکی گراں قدر خدمت رہی ہے۔ 1962 میں سورو میں جو مباہلہ ہوا اس میں بھی وہ شریک تھے مباہلہ کے نتیجہ میں وہاں پر جماعت مضبوطی سے قائم ہوئی اور پھر تیزی سے ترقی کی۔ موصوف سال ہا سال تک وہاں جماعت کے صدر بھی رہے اور پھر 1992 میں کٹک میں وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کو سورو میں ہی سپرد خاک کر دیا گیا۔

سب سے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد موسیٰ صاحب واقف زندگی اور مبلغ سلسلہ تھے اور انہیں شہادت نصیب ہوئی بہت نیک تقویٰ شعار انسان تھے جن کی قبولیت دعا کے کچھ چشم دید گواہ ابھی بھی موجود ہیں۔

چاروں بھائیوں میں سب سے کم سکول کی تعلیم مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب نے حاصل کی تھی لیکن اس کے باوجود موصوف کا اردو میں عبور اور دینی علم حیرت انگیز تھا اور اپنی دینی اور صدارتی ذمہ داری بڑے احسن رنگ میں نبھایا کرتے تھے۔

جب مولوی ابو صالح صاحب کا خاندان احمدی ہو گیا تو مولوی صاحب ابھی نابالغ لڑکے تھے۔ سونگڑہ میں جماعت کے خلاف طوفان مچ گیا اور سب سے زیادہ تکالیف رسول پور کے احمدیوں کو جھیلنا پڑیں۔ اس زمانے مین ایک ایسا واقعہ ہوا جو مولوی ابو صالح صاحب اور ان کے خاندان کے اعلیٰ اخلاقی معیار و شرافت پر گواہ ہے ہوا یوں کہ ابھی جب یہ مخالفت کی آندھی چل رہی تھی تو ایک دن رات کو مولوی ابو صالح صاحب اور ان کے برادر اصغر دونوں نوجوان کسی کام سے اپنے مکان سے باہر آئے ہوئے تھے تو کچھ شر پسند غیر احمدیوں نے انہیں پکڑ لیا اور زبردستی اپنی مسجد لے گئے اور ان بچوں پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ یہ دونوں بچے غیر احمدی مکانوں پر پتھراؤ کر رہے تھے اتنا شور و غل مچایا کہ باوجود رات کے، اس گاؤں کے علاقے میں بھی لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہو گیا اور آخر کار بدنام زمانہ مولوی سید محمد اسماعیل سونگڑوی کو بلایا گیا کہ وہ آکر ایک فتویٰ جاری کرے تاکہ ان احمدی بچوں کو خوب زد و کوب کیا جائے اور سخت سے سخت سزا دی جائے چونکہ رات کافی ہو گئی تھی مولوی سید محمد اسماعیل صاحب سو گئے تھے اور نیند سے اٹھ کر آئے اتفاقاً وہ جماعت کے دشمن تو تھے ہی لیکن ساتھ ہی وہ سید حسن علی صاحب کے رشتہ دار بھی تھے اور انکے و انکے بچوں کے اعلیٰ اخلاق و کردار کا ان پر ایسا اچھا اثر تھا کہ انہوں نے مسجد پہنچتے ہی ان دونوں بچوں کو دیکھ کر اپنا فیصلہ سنا دیا کہ:

''حسنا ماموں کے بچے نے یہ کام کیا ہوگا یہ میں مان نہیں سکتا'' اور واپس گھر چلے گئے۔ مولوی صاحب کے اس فتویٰ سے شر پسند عناصر کے مقصد پر پانی پھر گیا اور بڑی مشکل سے معصوم بچوں کو چھٹکارا ملا۔ بہرحال اچھی تربیت اور اچھے اخلاق کا رعب ضرور ہوتا ہے جس سے مولوی اسماعیل صاحب جیسے کٹر دشمن احمدیت بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

مولوی سید ابو صالح نے اپنے گزر و بسر کیلئے اپنے ہی گاؤں میں ایک کریانہ کی دوکان کھول رکھی تھی جسے مخالف احمدیوں نے لوٹ لیا اس بظاہر نقصان میں بھی اللہ تعالیٰ نے انکی بھلائی مخفی رکھی تھی۔ کیونکہ مولوی ابو صالح صاحب مجبور ہو کر ملازمت کی تلاش میں نکل پڑے کیونکہ اب انکے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں رہا۔ مگر مولوی صاحب کی نہ کوئی نوکری کی عمر تھی نہ کوئی تعلیمی معیار تھا مگر جب خدا کا فضل ہوتا ہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا ایک معجزانہ رنگ میں سرکاری ہسپتال 'ڈھینکا نال' میں انہیں ملازمت مل گئی۔ یہاں پر خدا کے فضل کا ایک اور نظارہ انہیں دیکھنے کو ملا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک بار مولوی صاحب کو سخت مالی پریشانی کا سامنا ہوا اور گزر بسر کی رقم قناعت کے باوجود بالکل ختم ہو گئی جبکہ ابھی بھی اور ایک ہفتہ باقی تھا تنخواہ ملنے کو۔ مولوی صاحب نے اس بے بسی کے عالم میں ایک میدان میں جا کر خدا تعالیٰ کے دربار میں بہت گریہ و زاری کی کہ مولیٰ کریم ایک ہفتہ کیلئے رزق کا انتظام کر دے۔ واپس جب گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انکی قمیض کی پاکٹ میں ایک روپیہ موجود ہے جو اس زمانے میں ایک آدمی کی ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے کافی تھی۔

مولوی سید ابو صالح نصف صدی کے قریب کٹک میں رہے پہلے انکی تقرری کٹک او ایم پی کے پولیس ہسپتال میں تھی پھر وہاں سے کٹک شہر میں بخشی بازار کے پولیس ہسپتال میں 1965ء میں تبادلہ ہو گیا۔ بخشی بازار میں ہسپتال کے بازو میں ہی انکو رہائش گاہ میسر تھی۔ مگر یہ کوارٹر بہت چھوٹا تھا جس میں انکی فیملی جو اس وقت آٹھ افراد پر مشتمل تھی بہ مشکل رہ سکتی تھی اسلئے ذاتی و جماعتی مہمانوں کو رکھنے کا تو بہت بڑا مسئلہ تھا۔ ایک تو مولوی صاحب مہمان نواز تھے دوسری بات یہ کہ کٹک اس وقت اڑیسہ کا سرکاری، صنعتی، کاروباری، کورٹ کچہری، پڑھائی لکھائی و علاج معالجہ کا مرکز بنا ہوا تھا اور اس لئے ضرورت مند لوگ کٹک آئے دن کسی کام سے آتے تھے۔ اور کٹک میں کوئی پہچان کا ہو تو اسے غنیمت سمجھ کر وہاں آسرا لینے آجاتے تھے۔ مولوی صاحب کے رشتہ داروں کے علاوہ دوست آشنا اور گاؤں والے بھی آئے دن مولوی صاحب کے پاس آکر ٹھہرتے تھے اس طرح مولوی صاحب کے پاس کٹک کے صدر جماعت ہونے کے لحاظ سے جماعتی نمائندگان بھی گاہے بگاہے آتے تھے اور انکی رہائش کا انتظام بلکہ اکثر خورد و نوش کا انتظام بھی کرنا مولوی صاحب اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے چونکہ سرکاری کوارٹر بہت تنگ تھا اس لئے مولوی صاحب ہسپتال کے Duty Room جو اتفاقاً مولوی صاحب کے کوارٹر کے ساتھ ہی تھا اپنے مہمانوں کی رہائش کیلئے استعمال کرتے تھے۔ اتفاق کی بات یہ بھی تھی کہ اس ہسپتال میں زیادہ تر Outdoor کام ہی ہوتا تھا اور کبھی کبھار

شاذونادر کسی مریض کو داخل کرنا پڑتا تھا اسلئے Duty Room میں کوئی سٹاف کو ڈیوٹی دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ اس لئے مولوی صاحب اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس Duty Room میں اپنے ذاتی و جماعتی مہمانوں کو ٹھہرایا کرتے تھے۔ لیکن کچھ دوسرے ہسپتال کے سٹاف کو یہ ناگوار گزرتا اور حسد و جلن کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب سے شکایت کرتے کہ مولوی صاحب نے ہسپتال کے ڈیوٹی روم پر کیوں قبضہ کیا ہوا ہے کچھ ڈاکٹر انکے ورغلانے پر مولوی صاحب کو Duty Room خالی کر دینے کا حکم دیتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کچھ اور کرنا ہوتا۔ جب بھی کوئی ڈاکٹر مولوی صاحب کو Duty Room خالی کرنے کا حکم دیتا تو عجیب وغریب حالات میں ڈیوٹی روم خالی کرنے سے پہلے ہی اس ڈاکٹر کا وہاں سے تبادلہ ہو جاتا اور ڈیوٹی روم پھر بھی مولوی صاحب کے حوالے ہی ہوتا۔ جس سے انکے مہمانان کرام مستفید ہوتے مولوی صاحب کی پریشانی بھی دور ہو جاتی۔ خدا تعالیٰ کا یہ حیرت انگیز سلوک متعدد بار ہوا۔ یہاں تک کہ ایک بار جب آپ ہسپتال سے کام کر کے گھر آ کر یہ فرمانے لگے کہ مذکورہ ڈاکٹر صاحب کا بھی لگتا ہے کہ جلد تبادلہ ہو جائے گا تو انکے گھر والوں نے سمجھ لیا کہ ڈاکٹر صاحب نے مولوی صاحب کو ڈیوٹی روم خالی کرنے ہدایت دی ہوئی ہے اسکے نتیجہ میں ہی عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اس کا تبادلہ کر دے گا۔ بہرحال یہ ڈیوٹی روم مولوی صاحب کی Retierment تک یعنی تقریباً 23 سال تک مولوی صاحب کے پاس رہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح مولوی صاحب کی رہائش کا مسئلہ کافی حد تک حل کر دیا۔

مولوی صاحب کی سرکاری ملازمت کے دوران ایک اور دلچسپ واقعہ یوں ہوا کہ ایک ہندو ڈاکٹر صاحب جن کا نام ڈاکٹر گولک بہاری پٹنائک تھا اور جنکے بہت سارے احسانات مولوی ابو صالح پر تھے وہ District Medical Officer بن گئے اور ان کے ذمہ سرکار نے فیملی پلاننگ کا کام بھی سپرد کر دیا۔ مسلمانوں کو فیملی پلاننگ کی طرف رغبت دلانے کیلئے ڈاکٹر صاحب نے مولوی ابو صالح صاحب سے اسرار کیا کہ وہ اس کے حق میں ایک پرزور بیان دیں تاکہ ایک مسلمان لیڈر کی حیثیت سے انکے بیان کا مسلمانوں پر اثر ہو اور مسلمانوں میں فیملی پلاننگ عام کیا جاسکے۔ مولوی سید ابو صالح نہ خود فیملی پلاننگ پر یقین رکھتے تھے اور نہ جس فلسفہ کے تحت یہ پروگرام عمل میں آرہا تھا اس کے حق میں کوئی شرعی بیان دینا چاہتے تھے دوسری طرف وہ اپنے محسن ڈاکٹر کو ناراض بھی کرنا نہیں چاہتے تھے۔ یہ الجھن بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرح سلجھا دی کہ ڈاکٹر صاحب کا اس صیغہ سے تبادلہ ہو گیا اور انکو مولوی صاحب کی مدد کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی صاحب مہمان نواز تھے جو انکے گاؤں رسول پور کی بھی خاصیت ہے۔ جماعت کے نمائندوں کے علاوہ نو احمدیوں سے بھی فراخ دلی سے پیش آتے انکی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کرتے نیز ہم نوجوانوں کی بھی جماعتی کاموں میں حوصلہ افزائی کرتے۔ مولوی بشیر الدین صاحب تاراکوٹی جب احمدی ہوئے تو اکثر کٹک آیا کرتے تھے۔ اکثر کوئی جلسہ وغیرہ میں جس میں مولوی ابو صالح بھی ذوق شوق سے شریک ہوتے مولوی بشیر الدین صاحب اپنے تازہ کلام سے محفل کو محظوظ کرتے۔ شعر و شاعری خالصتاً احمدیت کے حق میں ہوتی اور مولوی ابو صالح صاحب بھی انکی حوصلہ افزائی کرتے مولوی صاحب اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کا بھی حتی المقدور خیال رکھتے تھے۔ آپکے دونوں بڑے بھائی مولوی سید محمد ذکریا صاحب اور مولوی سید محمد یونس صاحب Retierment کے بعد تا حیات آپکے پاس ہی رہے اور آپکے بچوں نے بھی ان دونوں بزرگوں کی بہت خدمت کی۔

مالی تنگی، آئے دن مہمانوں کی وجہ سے پڑھائی میں خلل پڑنے کے باوجود مولوی صاحب نے حتی الامکان اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم و تربیت دلائی۔ سارے بچے خدمت دین کا فریضہ کماحقہٗ بجا لا رہے ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم سید طاہر احمد صاحب کٹک کے نائب امیر بھی ہیں۔

مولوی صاحب جماعت کا بہت درد رکھتے تھے۔ 1973 میں پاکستان میں احمدی کش فسادات کی خبر جب ہم نوجوانوں نے نوجوانی کے Excitement کے انداز میں آپکو پہنچائی تو آپ ایک دم اداس اور خاموش ہو گئے کیونکہ آپکو پتہ تھا کہ اب بہت سارے معصوم احمدیوں کو اپنے جان و مال اور عزت کی قربانی دینی پڑے گی۔

مولوی صاحب کے سماجی تعلقات بھی بہت اچھے تھے۔ ایک زمانے تک مولوی صاحب کٹک کے دونامی عیسائی اسکول Christ Collegiate School اور Sanat Nalini Girls High School کے Managing Committee کے ممبر تھے اسی طرح اڑیسہ کا مشہور اخبار سماج کا قائم کردہ "سماج ریلیف کمیٹی" کے بھی ممبر تھے۔ موصوف کے ہر دل عزیز ہونے کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے 8 مارچ 2002ء کو موصوف کی وفات کے بعد آپکے گھر میں بلا لحاظ مذہب و ملت تعزیت کرنے والوں کا تانتا لگ گیا اور ابھی تک خطوط بھی آرہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بھی حیدرآباد میں ہوتے ہوئے قادیان سے مولوی صاحب کے پسماندگان کو فون پر تعزیت کرنے کی ہدایت مرحمت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کا درجہ بلند کرے۔ (آمین)۔ مولوی صاحب کی اہلیہ کو بھی اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا کرے جنہوں نے مولوی صاحب کے ہر سکھ دکھ والم میں بلا چون و چرا کے ایک حقیقی اور سچی رفیقہ حیات کی طرح ساتھ نبھایا۔

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

اب بھی وقت ہے

اک حیاتِ نو کی دولت پاؤ اب بھی وقت ہے ☆ درس خود آگاہی سنتے جاؤ اب بھی وقت ہے
قلب سے پردے سرک دو سمجھو فرمان رسولؐ ☆ وقت کی آواز ہے سن پاؤ اب بھی وقت ہے
نوح کی کشتی میں بیٹھو رکھو ربط اللہ سے ☆ دہریت کے سیل سے بچ جاؤ اب بھی وقت ہے
چھان کر اب آ گئے ہو آسمانوں کی بھی خاک ☆ عیسیٰ امت سے تم مل جاؤ اب بھی وقت ہے
چودھویں کا چاند نکلا کب کا آنکھیں وا کرو ☆ شب کی تاریکی میں مت کھو جاؤ اب بھی وقت ہے
مدّعی صادق ہوا موعود مہدیؑ آ گیا ☆ فیصلہ رب کا نہ تم جھٹلاؤ اب بھی وقت ہے
نعرۂ تصدیق اس کے حق میں گونجا جا بجا ☆ صدق سے ایمان تم لے آؤ اب بھی وقت ہے
صفحۂ ہستی پہ پھیلو سلکِ وحدت کے طفیل ☆ پرچم اسلام ہاں لہراؤ اب بھی وقت ہے
افضل الاُمّت کہا فخرِ رُسلؐ نے ہے تمہیں ☆ اپنے آقا کو نہ تم شرماؤ اب بھی وقت ہے
بیت جاتے ہیں یہ لمحے حشر کا دن ہے قریب ☆ ورنہ پچھتاؤ گے سنبھل جاؤ اب بھی وقت ہے
پردۂ ابہام ناظرؔ عام لوگوں سے نہ رکھ ☆ دین کی باتیں انہیں سمجھاؤ اب بھی وقت ہے

غلام نبی ناظرؔ، کشمیر

اعلان نکاح

مورخہ 9-6-2002 بروز اتوار مکرم نور عالم صاحب معلم تحریک جدید گنٹوک (صوبہ سکم) کا نکاح مولوی حبیب الرحمٰن خان صاحب مبلغ انچارج بھوٹان نے مکرمہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم منصور الدین صاحب آف بجے گاؤں کے ساتھ مبلغ 15251 روپے حق مہر پر پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سید نعیم احمد مبلغ انچارج سکم)

بقیہ صفحہ:: (7)

صاحبؓ کی مالی حالت بہت گرگئی تھی اور مخالفین نے انکو دکھ پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی تھی لیکن آپ نے ان حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور خدا تعالیٰ کی خاطر درویشانہ زندگی کو اختیار کر لیا۔ تاہم ان کو اس امر کا شدید احساس تھا کہ وہ تنگ دستی کی وجہ سے کوئی عظیم الشان مالی خدمت بجا نہیں لا سکے ایک مرتبہ قادیان دارالامان میں حضرت اقدس شہ نشین پر جلوہ افروز تھے حضرت مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور دوسرے بزرگ بھی مجلس میں بیٹھے تھے کہ مولوی صاحب نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بے اختیاری کی وجہ سے ہچکی بندھ گئی حضورؑ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی لیکن حضورؑ جتنا پوچھتے آپ اتنا ہی زور سے رونے لگ جاتے آخر تسلی دلانے پر مولوی صاحب نے عرض کیا حضورؑ سب سے پہلے باؤلی شریف والوں کی خدمت کرتا رہا پھر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی خدمت میں رہا اس کے بعد پیر صاحب کوٹھہ شریف کے پاس گیا اور اب حضورؑ کا خادم اور مرید بنا ہوں خدا تعالیٰ کا مسیح آگیا یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دی۔ لیکن میں دیکھتا ہوں میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ دین کیلئے قربان کر سکوں۔ ہم سنا کرتے تھے کہ مسیح آئے گا تو خزانے لٹائے گا اور حضورؑ نے خوب خزانے لٹائے لیکن میں تو ناکارہ ہی رہا یہ کہہ کر چیخیں مار کر پھر رونے لگے اس پر حضورؑ نے نہایت شفقت و محبت سے فرمایا:

"آپ گھبرائیں نہیں اور کوئی فکر نہ کریں آپ نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئے ہیں اب رونے دھونے کی ضرورت نہیں۔"

حضرت اقدس کا یہ فرمانا کہ "آپ نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئے ہیں" اس الہام کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرت مولوی صاحبؓ کو 1886ء میں ہوشیار پور کے مقام پر فارسی زبان میں ہوا تھا جس کا یہی مفہوم تھا اور جس میں آپ کو ثابت قدم رہنے کی نصیحت کی گئی تھی۔

12 ستمبر 1905ء کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ "دو شہتیر ٹوٹ گئے" نیز الہام ہوا حضرت عیسیٰ اور اس کے ساتھی گھبرا گئے۔ ان الہامات میں دو عظیم الشان صحابہ کی وفات کی المناک خبر تھی چنانچہ 11 اکتوبر 1905ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کی وفات ہوئی جس نے ساری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا اور دوسرے شہتیر حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی تھے جو تین دسمبر 1905ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ساڑھے چار بجے شام آپ کا جنازہ پڑھا گیا جس میں تین صد احباب نے شرکت کی آپ کو جہلم کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی وفات پر فرمایا:

"ان کو ایک فقر کی چاشنی تھی قریباً 22 برس سے میرے پاس آیا کرتے تھے پہلی دفعہ جب آئے تو میں ہوشیار پور میں تھا اس جگہ میرے پاس پہنچے ایک سوزش اور جذب ان کے اندر تھا اور ہمارے ساتھ ایک مناسبت رکھتے تھے" حضورؑ نے آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام میں 39 نمبر پر اور ضمیمہ انجام آتھم میں 84 نمبر پر درج فرمایا ہے۔

ہم کیسے بولتے ہیں

مکرم پروفیسر طاہر احمد صاحب نسیم

انسان کا بولنا دراصل شعوری صلاحیت کے تحت ہے۔ تمام جانوروں میں آواز پیدا کرنا مشترک ہے لیکن شعوری صلاحیت کا نتیجہ نہیں۔

ہمارے جسم کا ایک ایک عضو خدا تعالیٰ کی صناعی کا ایسا کامل نمونہ ہے کہ اس کی تفصیل پر غور کرنے سے انسان عش عش کر اٹھتا ہے اور بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو بہترین تخلیق کرنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں آنکھیں دیں تو انہیں استعمال کرنے کا اعلیٰ سلیقہ بھی عطا فرمایا۔ ایک تو آنکھ کی اندرونی بناوٹ ہے کہ کس طرح روشنی پتلی میں سے گزر کر ایک خاص فاصلہ پر موجود پردے پر پڑتی ہے تو نظر بالکل ٹھیک کام کرتی ہے۔ اگر کورنیا Cornea میں کوئی خرابی ہو جانے سے روشنی عین ٹھیک فاصلہ پر مرکوز نہ ہو سکے تو قریب نظری یا دور نظری کا عارضہ لاحق ہو سکتا ہے اور پھر کس طرح ہمارا انتہائی حساس اعصابی نظام اس کو دماغ تک پہنچاتا اور دماغ اسے معانی کا جامہ پہناتا ہے یہ تو آنکھ کی بناوٹ کا ایک اندرونی نظام ہے لیکن اس کے علاوہ اس نظام کو استعمال کرنے کی شعوری صلاحیت بھی بہت ضروری ہے جس طرح ایک جہاز یا خودکار بندوق اپنی ذات میں بہت باکمال اشیاء ہیں لیکن انکو استعمال کرنے کی صلاحیت کی اپنی جگہ پر خاص اہمیت ہے تو اس مضمون میں ہمارا موضوع وہ شعوری صلاحیت ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے نہایت پیچیدہ طور پر تخلیق کئے گئے اعضاء کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر لیتے ہیں۔ جس طرح EEL مچھلی کے اندر بجلی پیدا کرنے کا نظام تو موجود ہے لیکن اس بجلی کو عام حالات میں 170 جگہوں پر ہلکے وولٹ کی شکل میں تقسیم کر کے رکھنا تا کہ خود اس کے جسم کو بھاری وولٹیج کا نقصان نہ پہنچے لیکن بوقت ضرورت تمام بجلی کو یکجا کر کے 500 وولٹ کا جھٹکا مارنا یا بجلی کی لہروں سے اس کے اردگرد میں جو پانی کی الیکٹرک فیلڈ بنتی ہے اس کو اپنا راستہ متعین کرنے اور شکار کو تلاش کرنے کیلئے استعمال کرنا یہ ایک شعوری صلاحیت ہے جس کے تحت وہ مچھلی اپنی جسمانی بجلی کو استعمال کرتی ہے اسی طرح ہم آنکھ کو محض دیکھنے کیلئے استعمال نہیں کرتے بلکہ شعوری طور پر اسے کئی مختلف مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً جب ہم تیز روشنی میں جاتے ہیں تو ہمارے آنکھ کے اعصاب کھینچ کر ہماری پتلی کو سکیڑ دیتے اور اس کے روشنی اندر جانے والے سوراخ کو تنگ کر دیتے ہیں اور جب ہم اندھیرے میں جاتے ہیں تو یہ پتلی پھیل کر اس کا سوراخ بڑا ہو جاتا ہے تا کہ روشنی زیادہ اندر جا سکے۔ بالکل ایسے ہی جس طرح ہم کیمرے کے لینس کے Aperture یعنی سوراخ کو روشنی کے تیز یا مدھم ہونے کی مناسبت سے چھوٹا یا بڑا کرتے ہیں۔ کیونکہ روشنی کی خاص مقدار کا صحیح تصویر بننے سے بہت گہرا تعلق ہے اسی لئے رات کی تاریکی میں شکار کرنے والے جانوروں الو وغیرہ کی آنکھیں بہت بڑی بڑی ہوتی ہیں پھر کسی خاص جگہ یا چیز پر آنکھیں مرکوز کرنے کی صلاحیت بھی شعوری چیز ہے۔ جب ہم کسی چیز کا تفصیلی معائنہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم شعوری طور پر اپنی آنکھوں کو مرکوز کرتے ہیں اور ساتھ ہی ہمارا دماغ ہماری آنکھ کی طرف سے زیادہ تفصیل کے ساتھ باریک باتوں کے پیغامات وصول کرنے کیلئے مستعد ہو جاتا ہے۔ یا بالکل ایسے ہی جس طرح جب ہم کسی خاص بات کو بغور سننا اور سمجھنا چاہیں تو اپنے کانوں کو اس کی سماعت کیلئے خاص طور پر مرکوز کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہمارا دماغ ہمارے کانوں کی اس باریک سماعت کو وصول کر کے سمجھنے کیلئے زیادہ مستعد ہو جاتا ہے اسی طرح ہم اپنی آنکھوں میں شعوری طور پر ایسی کیفیت پیدا کر سکتے ہیں کہ بغیر منہ سے کچھ کہے ہم ان جذبات یا احساسات کو دوسرے تک پہنچا سکیں جو ہم پہنچانا چاہتے ہیں عرف عام میں اسے آنکھوں سے باتیں کرنا کہا جاتا ہے۔ دو دوست کسی تیسرے آدمی کی موجودگی میں اسے پتا چلے بغیر ایک دوسرے کو آنکھ کے ہلکے سے اشارے یا نظر کی خاص کیفیت سے کوئی پیغام دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارا غصہ، ہمارا پیار، ہماری لاپرواہی کی کیفیت، کلاس روم میں کسی طالب علم کا اپنے استاد کی باتوں کو بغور سننا یا آنکھیں ملی ہوئی ہونے کے باوجود کہیں اور کھوئے ہونا جسے ہم Blank Eyes کہتے ہیں۔

ان سب کیفیات کو آنکھیں نہایت عمدگی سے ادا کر سکتی ہیں اور یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کو خاص انداز سے استعمال کرنے کی شعوری کوشش ہے۔ برخلاف اس کے ہمارا سانس لینا، دل کا دھڑکنا، خون کی گردش وغیرہ سب خودکار نظام کے تحت ہوتا ہے ان کا ہماری شعوری کوشش سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح ہماری آنکھوں کا دو کی تعداد میں ہونا ہمیں فاصلہ کے تعین میں مدد دیتا ہے۔

گلا آواز کیسے پیدا کرتا ہے

ہمارا بولنا اور باتیں کرنا مکمل طور پر ہماری شعوری صلاحیت کی کارگردگی ہے ہمارے سانس کی نالی اوپر کا حصہ جو حلق میں کھلتا ہے اس کے کناروں پر V شکل کے دو تار جو دراصل لچک دار ریشوں سے بنی ہوئی بافتیں ہیں لگے ہوئے ہیں جن کو حلق کے اعصاب کنٹرول کرتے ہیں عام حالات میں یہ چوڑی V کی شکل کی صورت میں ڈھیلے ڈھالے ہوتے ہیں اور سانس کی نالی کا منہ پورا کھلا رہتا ہے جس سے ہم سانس لیتے ہیں جب ہم گلے سے آواز پیدا کرنا چاہتے ہیں تو حلق کے اعصاب ان تاروں کو کھینچ کر کس دیتے ہیں اور سانس کی نالی کا منہ تنگ V کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھیپھڑوں سے آنے والی ہوا کے پریشر سے یہ تار مرتعش ہوتے ہیں تو ان میں سے آواز پیدا ہوتی ہے بالکل کسی ساز کے تاروں کو چھیڑنے کی کیفیت کی طرح جتنے زیادہ یہ تار کسے جائیں گے اتنی ہی اونچی آواز پیدا ہوگی مردانہ اور زنانہ آواز میں فرق ان تاروں کی لمبائی پر منحصر ہے مردوں میں یہ تار زیادہ لمبے ہوتے ہیں اس لیے ان کی آواز بھاری ہوتی ہے جب کہ عورتوں کے تار چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی آواز باریک ہوتی ہے بچپن میں لڑکے لڑکیوں کے تار برابر سائز کے ہوتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد لڑکوں کے تار لمبائی میں زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

گلے سے اس طرح آواز پیدا کرنے کی صلاحیت تمام جانوروں میں مشترک ہے اور ہر جانور اپنے مخصوص طریقہ سے آواز نکالتا ہے لیکن جانوروں کی مختلف آوازیں ان کی شعوری صلاحیت کا نتیجہ نہیں ہے۔ ہر جانور موہبی طور پر جو خالق کل نے اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا ہے اس کے مطابق اپنی آواز پیدا کرتا ہے بعض جانور دوسرے جانوروں سے نسبتاً آگے ہیں اور وہ اپنے مختلف جذبات کا محدود طور پر مختلف آوازوں سے اظہار کر سکتے ہیں۔ یہ ان کی شعوری صلاحیت کا نتیجہ ہے۔ مثلاً کتا جب مار کھا کر چیختا ہے تو اس کی آواز اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے کہ جب وہ غصے میں آ کر غرا رہا ہو یا کسی اجنبی یا کسی دوسرے کتے کو دیکھ کر بھونک رہا ہو۔ انسان میں آوازوں کو موقع کی مناسبت سے مختلف بنانے کی صلاحیت بے حد و حساب ہے۔ روتے، ہنستے، کھانستے، گاتے اور غصہ یا پیار کا اظہار کرتے وقت اس کی آواز مختلف روپ دھار لیتی ہے اور اس سے کہیں بڑھ کر انسان میں بھی یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنے مختلف اعضاء کو کمال خوبی سے باہم مربوط کر کے کوئی کام سرانجام دے۔

اعضاء کا کنٹرول روم

تمام افعال جو ہم اپنے مختلف اعضاء کو استعمال کرتے ہوئے سرانجام دیتے ہیں ان کا مرکزی کنٹرول دماغ میں ہے۔ اس اعتبار سے اگر موازنہ کیا جائے تو انسان کو دوسرے تمام حیوانات پر بے حد و حساب فوقیت حاصل ہے۔ ایک صحت مند بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا دماغ ایک پونڈ وزنی ہوتا ہے جو دوسرے تمام جانوروں کے دماغی حجم کی نسبت سے بہت بڑا ہے اور اس پر لطف یہ کہ صرف چھ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے انسانی دماغ اپنی کامل بلوغت یعنی تین پونڈ کے حجم کو حاصل کر لیتی ہے اور اس کے بعد کبھی نہیں بڑھتا۔ یہی وجہ ہے کہ چھ سال کی عمر کے لگ بھگ کے زمانے میں بچے میں سیکھنے کی صلاحیت باقی تمام عمر سے زیادہ ہوتی ہے۔ زبان سیکھنا، تعلیم تربیت، ماحول میں خود کو ڈھالنے کی صلاحیت وغیرہ چھ سال کی عمر میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ جس صحیح تلفظ کے ساتھ بچے انگریزی یا کسی بھی پرائی زبان کو سیکھتے ہیں اور بولتے ہیں وہ بڑوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس عمر میں پیش آنے والے واقعات اور یاد کی ہوئی چیزیں ساری عمر یاد رکھتے ہیں۔ اب دماغ میں ہمارے جسم کے تمام اعضاء اور افعال کے الگ الگ خانے موجود ہیں جو انہیں کنٹرول کرتے ہیں۔ ہمارے دماغ کے Motor Cortext کے خانے ہمارے اعصاب اور پٹھوں کی تمام شعوری حرکات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں اور پاؤں کی حرکات، ہمارا آنکھ جھپکنا ہمارا بولنا، دیکھنا، سننا، سونگھنا، ہنسنا، گانا، رونا سب افعال ہمارے دماغ کے الگ الگ خانوں کے کنٹرول سے سرزد ہوتے ہیں جب ہم کوئی کھیل کھیلتے ہیں یا کام سرانجام دیتے ہیں تو دماغ کے کئی خانے مل کر باہمی ربط کے ساتھ وہ کام کرتے ہیں یعنی دماغ بیک وقت سوچ کر فیصلہ کرتا ہے اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ مختلف اعضاء کو حکم دیتا ہے کہ تم یوں کرو اور تم یوں کرو اور پھر یہ دماغ کا مختلف حصوں کو حکم دینے کا عمل دماغ کے مختلف حصے باہمی ربط کے ساتھ الگ الگ طور پر سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ فٹ بال کے میدان میں گول کیپر کے دماغ کے مختلف حصے فٹ بال کے آنے کی رفتار اور زاویہ کو دیکھ کر اندرونی طور پر فیصلہ کرتے ہیں کہ گولکیپر کو گول کے دائیں یا بائیں طرف جانا چاہئے یا آگے لپک کر بال کو پکڑ لینا چاہئے یا اسے زور سے کک لگانی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہر فعل کے دوران دماغ کا فیصلہ کرنا اور اس کے مختلف خانوں کا اپنے اپنے ماتحت حصہ کو کسی مخصوص فعل کا حکم دینا جو دوسرے خانوں کے حصوں کے افعال سے مطابقت رکھتا ہو اور یہ سارا عمل سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں تکمیل پزیر ہو کر اگلے فعل کیلئے تیار ہونا ایسا لامتناہی سلسلہ کسی بڑے سے بڑے سوپر کمپیوٹر کی پہنچ سے بھی بالا ہے ہمارے چلنے یا دوڑنے کے دوران ہماری بازوؤں اور ٹانگوں کی حرکات کا باہمی ربط ہمارا سانس لینے کا عمل سامنے کی رکاوٹوں کا خیال رکھنا مناسب سمت میں مڑنا۔ کسی روکاوٹ کی صورت میں اسے عبور کرنے کیلئے قدم لمبا کرنا یا چھلانگ لگانا یہ سب چیزیں آٹومیٹک اور مربوط طریقہ سے ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور ٹانگوں اور بازوؤں اور سانس کو کنٹرول کرنے والے حصوں کے ساتھ ساتھ دماغ کا سوچنے اور فیصلہ کرنے والا حصہ باہمی ربط کے ساتھ یہ سب کام سرانجام دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دماغ اور جسمانی اعضاء کے درمیان میں احساسات پہنچانے والے دو بڑے عصب جو آگے پہنچ کر ان گنت چھوٹے اعصاب میں تبدیل ہو جاتے ہیں جب دماغ سے نیچے ریڑھ کی ہڈی تک پہنچتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو کراس کرتے ہیں یعنی دائیں طرف کا عصب بائیں حصہ جسم کی طرف اور بائیں طرف سے آنے والا عصب دائیں حصہ جسم کی طرف چلا جاتا ہے تو اس طرح سے دماغ کا دایاں حصہ جسم کے بائیں حصہ کو اور بایاں حصہ دائیں حصہ کو کنٹرول کرتا ہے۔

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

﴾حیدرآباد کی ڈائری﴿

☆خدام واطفال کے پندرہ روزہ تربیتی کلاسز اور سالانہ اجتماع☆
☆جلسہ سیرۃ النبیؐ☆مسجد احمدیہ فلک نما کی افتتاحی تقریب☆

تربیتی کلاسز

ہر سال کی طرح اس سال بھی فلک نما احمدیہ مسجد میں خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حیدرآباد کے پندرہ روزہ تربیتی کلاسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ ان کلاسز کا افتتاح مکرم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے مورخہ ۱۲ مئی کو فرمایا۔

محترم صاحبزادہ صاحب بنفس نفیس تشریف لا کر خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کو بہت ہی عمدہ رنگ میں نصیحت فرمائی۔ اس افتتاحی تقریب میں انصار بزرگان بھی شامل تھے۔ مکرم صوبائی امیر صاحب آندھرا پردیس اور مکرم امیر صاحب حیدرآباد بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

صبح سات بجے سے ساڑھے نو بجے تک خدام فلک نما میدان میں مختلف کھیلوں میں حصہ لیتے جن کی تعداد ایک سو تک ہوتی۔ اس کے بعد دس بجے سے نماز ظہر تک ہر روز تعلیمی وتربیتی کلاسز لگا کرتیں۔ جس میں مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ حیدرآباد، مکرم مولوی شمس الدین صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب غوری، مکرم میر احمد اسلم صاحب مختلف مضامین کی گھنٹیاں لیتے۔ اسی طرح مکرم ظفر احمد صاحب، مکرم فضل اللہ عابد صاحب، مکرم یسین شریف صاحب، مکرم نصیر احمد صاحب مکرم مطاہر احمد صاحب، ان احباب نے بھی خدام کی تعلیمی وتربیتی کلاسیں لیں۔

مکرم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور خارجہ، مکرم رحمت اللہ صاحب غوری، مکرم مولوی انور احمد صاحب نے بھی خدام کو ایک ایک لیکچر تربیتی امور پر دیا۔

ان کلاسز میں ناصرات الاحمدیہ کی بچیاں بھی الگ سے شامل ہوتی رہیں۔ محترمہ امۃ السلام طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ حیدرآباد ان کی کلاس لیتی رہیں۔

مورخہ 12-5-02 سے 23-5-02 تک ان کلاسز کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کلاس کو کامیاب بنانے میں متعدد خدام اطفال اور انصار بزرگان نے ہر لحاظ سے بھرپور تعاون دیا اللہ تعالیٰ سبھی کو جزائے خیر دے اور آئندہ بھی جماعتی مساعی میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆

مسجد کا افتتاح

مورخہ ۹ جون کو مسجد فلک نما حیدرآباد کا افتتاح عمل میں آیا جو مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے کیا اور ساتھ ہی اسی روز جلسہ سیرۃ النبی بھی منعقد کیا گیا جس میں مکرم جہانگیر علی صاحب، مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب، مکرم عارف قریشی صاحب امیر حیدرآباد، مکرم غلام عاصم الدین صاحب کی سیرت پر تقاریر ہوئیں۔ صدارتی خطاب میں حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مسجد کی آبادی کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ جس کی خاص تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور اپنے عمل سے ہمیں یہ سمجھایا ہے۔ ☆☆

(محمد کلیم خان مبلغ حیدرآباد)

سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کو گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی مورخہ ۲۳-۲۴- اور ۲۶ مئی ۲۰۰۲ کی تاریخوں میں اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

پہلا دن

مورخہ ۲۴ مئی کو صبح سات بجے سے ساڑھے نو بجے تک خدام واطفال ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ دس بجے پہلے دن کے اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب کی صدارت مکرم حمید احمد صاحب غوری صدر فلک نما حیدرآباد نے کی۔ تلاوت قرآن مجید باترجمہ، عہد نامہ اور نظم کے بعد علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس علمی مقابلہ جات میں خدام و اطفال کے مختلف گروپوں کے مابین تلاوت قرآن مجید، نظم خوانی، تقاریر کے مقابلے ہوئے۔

دوسرا دن

صبح سات بجے سے دس بجے تک خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ کے ورزشی مقابلے ہوئے۔ دس بجے کے بعد علمی مقابلوں کا آغاز ہوا جس میں خدام و اطفال کے مابین مقابلہ کوئز، حسن قرأت، پیغام رسانی، معائنہ ومشاہدہ، تقاریر خدام فی البدیہہ کے مقابلے ہوئے۔

تیسرا دن

تیسرے اور آخری دن کا پہلا اجلاس مکرم امیر صاحب حیدرآباد کی زیر صدارت صبح دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نصیر احمد صاحب نے کی۔ مکرم شجاعت حسین صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے عہد خدام الاحمدیہ دہرایا۔ نظم مکرم میر احمد اسلم صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ آخر پر صدر اجلاس نے اجتماع میں شریک ہونے والوں کو احسن رنگ میں خطاب فرمایا۔

دوسرا اجلاس دوپہر بارہ بجے مکرم صوبائی قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ آندھرا پردیس کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس اجلاس میں خدام الاحمدیہ گروپ A اور B کے مابین تقاریر کا مقابلہ ہوا۔

اختتامی اجلاس

بعد نماز ظہر وعصر اختتامی اجلاس مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن مجید، عہد خدام الاحمدیہ اور نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ حیدرآباد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر کی۔ بعدہ علمی اور ورزشی مقابلوں میں اول، دوم اور سوم آنے والوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ مکرم امیر صاحب حیدرآباد، مکرم محمد کلیم خان صاحب، مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد اور مکرم سید جہانگیر علی صاحب حیدرآباد نے بھی مستحقین میں انعامات تقسیم کئے۔

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں حاضرین کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ آپ نے خدام واطفال کو بہترین نمونہ بننے کی تلقین فرمائی۔ دعا کے بعد شام سات بجے اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆

(تنویر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بھارت کی مختلف جماعتوں سے جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کے انعقاد کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ جماعتی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ان جلسوں کو بے حد مفید بنائے۔ آمین۔ ذیل میں ان جماعتوں کے نام دعا کی خاطر شائع کئے جارہے ہیں جہاں سے جلسہ کے انعقاد کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

شموگہ (کرناٹک) ...... بھونیشور (اڑیسہ) ...... دیوتکل (دیودرگ، کرناٹک) ...... ماچنور (سرکل دیودرگ کرناٹک) ...... کیرنگ (اڑیسہ) ...... خوردہ (اڑیسہ) ...... کرڈاپلی (اڑیسہ) ...... کشن گڑھ (راجستھان) ...... پنکال (اڑیسہ) ...... ناصرآباد (کشمیر) ...... چنتہ کنتہ (آندھرا) ...... بھدرواہ (کشمیر) ...... راما۔ ابلو بلاہڑ۔ تھراج (پنجاب) ...... سرنکول (اڑیسہ) ...... سورو (اڑیسہ) ...... گوگیری (کرناٹک) ...... تیماپور (کرناٹک) ...... ستانکولم (تامل ناڈو) ...... ساگر (کرناٹک) ...... کوملہ (اڑیسہ) ...... لکھنؤ (یوپی) ...... حیدرآباد (آندھرا) ...... پینگاڈی۔ کوڈالی۔ کنور (کیرلہ) ...... کوسکاپور (بہار) ...... آسنور (کشمیر) ...... رشی نگر (کشمیر)

صوبہ بہار میں تبلیغی وتربیتی مساعی

مورخہ 3 جون کو کشن گنج کے علاقہ ٹھاکر گنج میں تبلیغ کی غرض سے ایک پہنچا جس میں خاکسار کے علاوہ مکرم اسجاد حسین معلم کٹیہار، مکرم شفیق احمد صاحب معلم کشن گنج و مکرم اصل الدین صاحب و مکرم شمس الھدیٰ صاحب میر بھٹا شامل تھے۔ مکرم لیاقت منشی صاحب نے مقامی دوستوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ اس موقع پر مکرم اسجاد حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود کی آمد اور آپ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ خاکسار نے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ آخر پر مکرم شفیق احمد صاحب معلم نے بیعت فارم پڑھ کر سنایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے 61 افراد بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ الحمدللہ۔

کشن گنج کے علاوہ ارریہ۔ پورنیہ۔ کٹیہار۔ سیول میں معلمین اور داعی الی اللہ تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خاکسار نے بھی مختلف اضلاع کا دورہ کیا۔ تبلیغی وتربیتی اجلاسات منعقد کئے گئے۔ چار مساجد سمیت تین ہزار افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ ۲۵ مئی کو کشن گنج مشن ہاؤس میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام نومبائعین کو استقامت عطا کرے اور انہیں اسلام واحمدیت کے لئے مفید وجود بنائے۔

(شیخ محمد علی سرکل انچارج کشن گنج بہار)

گزشتہ دنوں مورخہ 20 فروری 2002 کو صوبہ اڑیسہ کے شہر کٹک میں جلسہ پیشوایان مذاہب اور پریس کانفرنس کا کامیاب انعقاد ہوا جس پر مختلف اخبارات نے جلسہ پیشوایان مذاہب اور پریس کانفرنس کے بارہ میں رپورٹیں شائع کیں۔ ذیل میں روزنامہ "سمباد" کی ایک خبر قارئین کی دلچسپی کے لئے دی جاتی ہے۔ کانفرنس اور جلسہ کی تفصیلی رپورٹ 19 جون کے اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔

ଅହମ୍ମଦିଆ ମୁସଲିମ୍ ଗୋଷ୍ଠୀ ଉପରେ ପାକିସ୍ତାନ ଜାରି କରିଥିବା ଅଧ୍ୟାଦେଶ ପ୍ରତ୍ୟାହାର ପାଇଁ ପରଭେଜଙ୍କୁ ପତ୍ର

[illegible]

DAILY "SAMBAD" 22-02-02.

برازیل کے اخبارات میں جماعت احمدیہ کا چرچا

Associação Ahmadia faz Jalsa Salana

Islamicos promovem reunião pela paz

DIÁRIO DE PETRÓPOLIS 47 anos

اخبار ''دیاریودے پترو پولس'' نے ۸رجنوری کی اشاعت میں جو خبر دی اس کا تراشا

Nova Friburgo 5 a 7 de janeiro de 2002 — Pagina 9 — A VOZ DA SERRA

Associação Ahmadia do Islã promove sua reunião anual

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, fundador da Associação Ahmadia do Islã

اخبار A Voz Da Serra (Nova Friburgo) نے
اپنی ۷رجنوری کی اشاعت میں جلسہ کی جو رپورٹ دی اس کا ایک عکس

برازیل کے 9ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر ملک کے مشہور اخبارات میں جلسہ کا تذکرہ

جماعت احمدیہ برازیل کا ۹واں جلسہ سالانہ ۶ر جنوری ۲۰۰۲ کو جماعت کے مرکز 'استرادا ساوٗداوے' کے مقام پر منعقد ہوا۔ جس میں کل ۱۱۵ رافراد نے شرکت کی۔ جلسہ کا موضوع ''احمدیت اسلام کی ایک پُرامن جماعت'' تھا۔ اس موقع پر اسلام اور احمدیت کے بارہ میں تقاریر ہوئیں۔ مختلف مذاہب کے سات نمائندوں نے اس میں شرکت کی۔ قریبا تمام مشہور اخبارات نے اس جلسہ کی خبر دی اور مختلف تبصرے شائع کئے۔ ذیل میں ایک خبر کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

اخبار ''دیاریودے پتروپولس'' جو یہاں کا ایک مشہور روزنامہ ہے اس نے اپنی ۸رجنوری کی اشاعت میں درج ذیل خبر دی:

''مسلم احمدیہ جماعت برازیل کے نویں جلسہ سالانہ میں ۱۱۵ رافراد نے شرکت کی جو ان کے مرکز 'استرادا ساوٗداوے' میں منعقد ہوا۔ اس میں سات مذاہب کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ امسال جلسہ کا موضوع ''امن'' اور'' احمدیت اسلام کی ایک پُرامن جماعت'' تھا۔ وسیم احمد ظفر مبلغ انچارج جماعت برازیل نے بتایا کہ امسال کا جلسہ گزشتہ تمام جلسوں سے زیادہ کامیاب رہا۔ دوپہر کے کھانے میں خاص پاکستانی کھانا پیش کیا گیا۔ اسی طرح پاکستانی کلچر سے متعلق ایک نمائش بھی لگائی گئی جس میں کپڑے اور مختلف اشیاء رکھی گئی تھیں۔

وسیم نے بتایا کہ مغرب میں عام طور پر اسلام کے متعلق منفی تاثر پایا جاتا ہے۔ کہ یہ مذہب تشدد پسند اور انتہا پسند ہے۔ نیز عورتوں اور بچوں کے حقوق کے پامال کرنے والا مذہب ہے۔ وسیم نے اپنی تقریر میں بتایا کہ سچا اور حقیقی مذہب اسلام دہشت گردی یا انتہا پسندی کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس امن اور محبت کا مذہب ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بہترین انتقام معاف کردینا ہے اور امن کا صرف نام لینا ہی کافی نہیں جب تک عملی نمونے نہ دکھائے جائیں۔

اس جلسہ میں اسلام کے متعلق تقاریر کے علاوہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے سات نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اور جماعت احمدیہ کے اس اقدام کو بہت سراہا کہ دوسرے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو شرکت کی دعوت کے علاوہ اظہار خیال کا موقع بھی دیا گیا جس کے نتیجہ میں بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

وسیم نے اسلامی لٹریچر کی ایک ایک کاپی سب نمائندگان کو تحفہ کے طور پر دی۔ پتروپولس کے میئر کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔

وسیم احمد ظفر نے بتایا کہ احمدیہ جماعت بہت منظم جماعت ہے اور بہت سا کام طوعی خدمت کرنے والوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مسیح آچکا ہے اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ آپ نے بائبل، انجیل اور قرآن کے حوالوں سے ثابت کیا کہ دراصل وہی مسیح موعود ہیں اور روحانی اعتبار سے مسیح کی آمد ثانی کے مصداق ہیں۔'' ☆☆

ڈارمسٹڈ ریجن (جرمن) کی پہلی مسجد 'مسجد نورالدین' کے سنگ بنیاد کی تقریب

مورخہ ۱۱مئی بروز ہفتہ شام چھ بجے ڈارمسڈ ریجن کی پہلی مسجد ''مسجد نورالدین'' کے سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی۔ اس تقریب میں تقریبا پانچ سو مرد، خواتین اور بچے جمع تھے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد نظم جرمن زبان میں پڑھی گئی ہے۔ ریجنل امیر صاحب ڈارمسڈ مکرم خالد حسین خادم صاحب نے ابتدائی کام کے بارے میں تعارف کروایا۔ مکرم نیشنل امیر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ دنیا میں کئی ملین مساجد ہیں۔ اور ایک سے ایک خوبصورت بھی بنی ہوئی ہیں۔ مگر مساجد کی اصل خوبصورتی اس میں عبادت کرنے والوں کا تقویٰ اور ان کے آنسو ہیں جو وہ خدا کے حضور گرائیں۔ دنیا میں ایک جماعت احمدیہ ہی ہے جو اپنی مدد آپ کے اصول پر مسجد بنارہی ہے۔ ہمیں صرف 100 ہی نہیں بلکہ قریہ قریہ گلی گلی مساجد بنانی ہیں۔ اس کے بعد نیشنل امیر صاحب نے پہلی اینٹ بنیاد میں رکھی۔ جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کرکے بھجوایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ذیلی تنظیم کے نمائندگان اور بعض عہدیداروں نے ایک ایک اینٹ بنیاد میں رکھی۔ اس دوران سب احباب سٹیج سے بلند آواز میں کی جانے والی دعاؤں کو دہراتے رہے۔ ☆☆ (سیکرٹری اشاعت ڈارمسٹڈ)

جماعت احمدیہ جرمنی کی خبریں

مجلس انصاراللہ جرمنی کے بائیسویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

اللہ کے فضل سے مورخہ ۱۸رمئی ۲۰۰۲ کو مجلس انصاراللہ جرمنی کے دو روزہ سالانہ اجتماع کا آغاز اپنی دینی اور روحانی روایات کیساتھ پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ یہ اجتماع چونکہ یورپین اجتماع بھی تھا اس لئے اس حوالے سے وفاقی جمہوریہ جرمنی کے علاوہ یورپین یونین کا جھنڈا بھی لوائے انصاراللہ کے ہمراہ لہرایا گیا۔ صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کے افتتاحی خطاب، عہد انصاراللہ دہرائے جانے اور دعا کے بعد علمی مقابلہ جات کا نہایت دلچسپ پروگرام ہوا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کا پروگرام زیر صدارت مکرم و محترم حیدر علی صاحب ظفر مشنری انچارج جرمنی ہوا۔ جس میں امام صاحب کے علاوہ پانچ یورپین ممالک کے صدران اور نمائندگان نے بھی خطاب کیا۔ مجموعی حاضری ۲۲۰۰ رہی۔ الحمد للہ۔ HR-3 کی ٹی وی ٹیم نے پورے دن کے پروگرام کو کوریج دی۔ ☆☆

(محمد ایوب خان سیکرٹری اجتماع انصاراللہ ۲۰۰۲ جرمنی)

دعاؤں کے طالب

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی | اسد محمود بانی

کلکتہ

BANI®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

پاکستان میں امریکی قونصل پر حالیہ حملے میں سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی کا ہاتھ

پاکستان کی دو خلاف قانون قرار دی گئیں تنظیمیں سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی کی کراچی میں امریکن قونصل خانہ کے قریب حالیہ کار بم دھماکہ سمیت پاکستان میں کئی دہشت گردانہ حملوں میں ملوث ہیں۔ اخبار دہلی نیوز نے پاکستانی پولیس افسروں کے حوالہ سے بتایا کہ سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی دہشت گردانہ حملوں میں ملوث ہیں جن میں لاہور ہوائی اڈہ پر فائرنگ، بہاول پور چرچ میں قتل عام، اسلام آباد کے چرچ میں بم دھماکہ اور فرانسیسی انجینئروں پر حملہ اور کراچی میں امریکن قونصل خانہ پر حملہ شامل ہیں۔ پولیس افسروں نے یہ بیان صدر پرویز مشرف سمیت پاکستانی لیڈروں کی ان حملوں میں بھارتیہ انٹیلی جینس ایجنسیوں کو ملوث کرنے کی کوششوں کے بعد دیا ہے وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے کہا تھا کہ امریکی قونصل خانہ کے قریب حملہ کے پیچھے گروپوں کی شناخت ہوگئی ہے لیکن انہوں نے ان تنظیموں کے نام نہیں بتائے تھے۔ میڈیا کی خبروں میں کہا گیا ہے کہ پولیس نے فیڈرل تفتیشی بیورو کے افسروں کے ساتھ کراچی اور لاہور میں دونوں تنظیموں کے کئی درجن اڈوں پر چھاپے مارے اور ان دونوں گروپوں کے علاوہ کوئی سات سو غیر ملکیوں کو حراست میں لے لیا۔ پاکستانی پولیس اور امریکن خفیہ ایجنسی این بی آئی نے کراچی میں امریکن قونصل خانہ اور ایک ہوٹل میں مہلک بم دھماکوں کے سلسلے میں تین فلسطینیوں اور دو سوڈانیوں سمیت 8 افراد کو گرفتار کرلیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق مذکورہ دونوں حادثات اسلامی ملی ٹینٹوں کا کام ہے۔ جن میں القاعدہ کی مدد بھی ممکن ہے۔ پولیس نے جب کراچی ہوائی اڈہ پر کار پارکنگ ایریا میں چھاپہ مارا تب دو سوڈانیوں ایک فلسطینی اور دو پاکستانیوں کو قابو کرلیا۔ ان کے قبضہ سے سیلف سیٹلائٹ فون برآمد کئے گئے۔ اس کے کچھ گھنٹے بعد ہوائی اڈے سے ایک کلومیٹر دور گاؤں الفلاح میں چھاپہ مارا اور وہاں سے دو مزید فلسطینی اور ایک پاکستانی قبضہ میں لئے۔ وہاں سے بھی تین سیٹلائٹ فون، دو موبائیل فون دو لیپ ٹاپ کمپیوٹر اور کئی کمپیوٹر ڈسک پکڑی گئیں۔

قابل ذکر ہے کہ 14 جون کو امریکی قونصل خانہ کے باہر دھماکہ سے 12 پاکستانی مارے گئے تھے اور 50 زخمی ہوئے تھے اس سے پہلے 8 مئی کو ٹیرائن ہوٹل میں دھماکہ ہونے سے 11 فرانسیسی انجینئر مارے گئے۔

مہاراجہ نیپال نے کاماکھیا مندر میں پوجا کی پانچ جانوروں کی قربانی دی

مہاراجہ نیپال گیانندر بیر دکرم نے 27 جون کو پراچین شکتی پیٹھ کاماکھیا مندر میں دیوی کی پوجا کی اور جانوروں کے حقوق کے علمبردار گروپ کے پروٹسٹ کے باوجود روایات کے مطابق ایک بھینس، ایک بھیڑ، ایک بکری، ایک بطخ اور ایک کبوتر کی بلی دی مندر کے سیکرٹری ناپا کانت شرما کے مطابق یہ بلی مہاراجہ کے چلے جانے کے بعد دی گئی۔ مہاراجہ کے ساتھ مہارانی کومل راجیہ لکشمی بھی تھیں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جانوروں کی قربانی کی مخالفت کر رہے گروپ کی قیادت مرکزی وزیر مینکا گاندھی کر رہی تھیں۔

خلاء کا رنگ دودھ ملی کافی جیسا

واشنگٹن خلائی سائنس دانوں نے اپنی نئی ریسرچ میں خلا کو کاسمک لیٹے یعنی دودھ ملی کافی کے رنگ کا بتایا ہے اب تک وہ اس کے نیلا اور مٹیالا ہونے کا دعویٰ کرتے آئے تھے جان ہاپکنز یونی ورسٹی کے خلائی سائنس دان کارل گلیزبک اور ایوان والڈری نے خلا کے رنگ کو یہ نام ای میل پیغاموں کے ذریعہ لوگوں کی طرف سے بھیجے رنگوں کے سینکڑوں ناموں کو چھانٹنے کے بعد دیا ہے اس سے قبل مارچ میں کی گئی ایک سٹڈی کے بعد انہی سائنس دانوں نے خلا کے رنگ کو مٹیالا بتایا تھا لیکن بعد ازاں اس کی یہ کہتے ہوئے تردید کردی تھی کہ ایسا کمپیوٹر پروگراموں میں گڑبڑ کی وجہ سے ہوا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پرانے زمانے کے عظیم سائنس دان گلیلیو کی مادری زبان اٹیلیسن میں کاسمک لیٹے کا انگریزی ترجمہ ''ملکی وے'' یعنی ''دودھیا راستہ'' ہے جسے ہندی میں آکاش گنگا کہا جاتا ہے۔

جنوبی افریقی ممالک کے کروڑوں افراد کو بھکمری کا سامنا

قحط کے شکار جنوبی افریقی ممالک کو اگر فوری طور پر خوردنی اشیاء کی امداد فراہم نہیں کی گئی تو کروڑوں افراد کو بھکمری کا سامنا کرنا پڑیگا۔ برطانیہ کے قدرتی آفات سے متعلق کمیٹی کے سربراہ برینڈن گورمیلے نے گذشتہ دنوں کہا کہ اگر بین الاقوامی سطح پر سیاسی عزم ہو اور جنوبی افریقی ممالک الگ سے کوشش کریں تو اس سانحہ سے لوگوں کو بچایا جا سکتا ہے۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ اگر فوری اقدامات نہیں کئے گئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ٹیلیویژن کے پردے پر ایک انسانی المیہ دیکھنے کو ملے گا۔ اس قحط سے سب سے زیادہ زمبابوے، لیسا تھو جیسے ممالک متاثر ہیں۔ ان ملکوں کو ابھی تک برطانیہ، جرمنی، جاپان، آسٹریلیا، کینیڈا، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور جنوبی افریقی ممالک سے معمولی مدد مل رہی ہے۔

ایران کے زلزے میں 95 ہزار افراد بے گھر ہو گئے

ایران کے شمال مشرقی صوبوں قذوین اور حمدان میں آئے زلزے کے بعد تقریباً 95 ہزار بے گھر ہو گئے۔ اس زلزلے کی شدت 6.3 تھی۔ وزارت داخلہ کی قدرتی آفات سے نپٹنے والی ٹاسک فورس کے سربراہ عباس جزائری نے بتایا کہ 60 گاؤں میں بیشتر مکانات کو نقصان پہنچا ہے یا پھر وہ مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں جن میں دہ چھ گاؤں بھی شامل ہیں جو پوری طرح زمین بوس ہو گئے ہیں

آپکے خطوط.........آپکی رائے

حقوق کی جنگ کے ساتھ فرض کی ادائیگی بھی ضروری

حقوق کی جنگ ہو یا حیات وموت کی کشمکش آج کی دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہو کر کوئی لڑائی نہیں لڑی جاسکتی۔ اگر ہمیں اپنے مطالبات کی صحت پر یقین ہے تو اس جدوجہد کی کامیابی کی ضمانت اس امر پر ہے کہ دوسرے لوگ ہمارے ساتھ تعاون کرنے کی غرض سے کس حد تک آگے آسکتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کا تعاون پانے کے لئے ضروری ہے کہ بر وقت پڑنے پر ہم خود بھی دوسری اقوام اور عوام کے ساتھ بھر پور تعاون کرنے کی غرض سے ان کی طرف دوڑ کر جائیں، خاموش تماشائی نہ بنے رہیں۔ مثلاً اگر ہندوستان میں ہمیں مسلمانوں کے جائز حقوق کے لئے ایک باقاعدہ جدوجہد کا آغاز کرنا ہے تو سب سے پہلے ہمیں ایک منظم تحریک کی بنیاد ڈالنی ہوگی جس کے آئین میں نہ صرف اپنے حقوق کی جنگ شامل ہوگی بلکہ ہر اس طبقہ، قوم یا ذات کی جدوجہد میں تعاون کرنا بھی شامل ہوگا جو اپنے وقار اپنے حقوق اور اپنی حیات و موت کی لڑائی لڑ رہی ہے۔ ذرا نظر اٹھائیے اپنے چاروں طرف اور بتائیے کہ دنیا کا کون سا کونہ ہے جہاں حق طلبی اور حق تلفی کا دور دورہ نہیں ہے بالخصوص ایشیا اور افریقہ کا شائد ہی کوئی ملک ایسا ہو جو پوری طرح پر امن ہو اور جہاں کے عوام امن اور چین کی زندگی گذار رہے ہوں۔

ہم اخلاقی طور پر وہ جرأت اپنے وجود میں پا ہی نہیں سکتے جو اپنے حقوق کی کامیاب جنگ کے لئے ضروری ہوتی ہے، جب تک ہم اوروں کے حقوق کے لئے لڑنا نہ سیکھ لیں کوئی نہیں سنے گا ہماری بات۔ ہماری ہر پکار ان سنی کردی جائے گی کہ یہ احتجاج کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ لیکن آپ ایک بار جی جان سے ان بے سہارا اور بے یار و مددگار اقلیتوں کے حقوق کی جنگ کا بیڑا اٹھائیے جو آج پاکستان میں حیات اور موت کے درمیان معلق حیران ہیں کہ نجات کا راستہ کیسے پائیں۔ روز وہاں عیسائیوں کو پریشان کیا جاتا ہے، ان کے تمام تعلیمی ادارے بند کئے جا چکے ہیں۔ دوسرے درجہ کا شہری ان کو قرار دیا جا چکا ہے۔ سکھ، بودھ اور ہندوؤں کی حالت بھی وہاں کوئی اچھی نہیں ہے۔ اس دہشت کے ماحول کو کسی بھی طرح نہ تو آزادی کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی جائز حقوق کے حصول کے لئے ساز گار۔ پاکستانی اقلیتیں آج دوسرے اور تیسرے درجے کے شہری کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں اس پر طرہ یہ کہ وہاں فوج کی حکمرانی ہے۔ لیکن جب حکومت پر فوج قابض نہیں ہوتی ہے اور عوام کے منتخب نمائندے برسر اقتدار ہوتے ہیں تب بھی ان اقلیتوں کو کون سے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ تبدیل شدہ آئین کے تحت پاکستانی اقلیتوں کے لئے علیحدہ حلقے فراہم کئے گئے ہیں۔ قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلیوں کیلئے ان انتخابات میں مل جل کر ہر ذات، برادری، مذہب اور مسلک کے لوگ شرکت نہیں کرتے ان سرکاری ایوانوں میں ان کی موجودگی ہر اقلیت کے ایک ایک دو دو افراد سے زیادہ نہیں ہوتی یہ کس طرح کی جمہوریت ہے کیا یہی طرز انتخاب ہم اپنے ملک میں چاہیں گے کیا ہم چاہیں گے ہمارا حق رائے دہی سمٹ کر صرف اپنی ذات برادری یا اہل مسلک تک رہ جائے؟ کیا ہمیں منظور ہوگا کہ اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کے ایوانوں میں نامزدگی کے ذریعہ دو دو یا چار چار ممبران تک ہماری نمائندگی رہ جائے؟ کیا ہم چاہیں گے کہ اکثریتی فرقہ کے ہر جائز و ناجائز مطالبہ کو اقلیتوں کے جذبات وحقوق کی قیمت پر مان لیا جائے کیا ہم چاہیں گے کہ مدرسے بند ہو جائیں مذہبی رہنماؤں کی جانیں ہر وقت خطرے میں رہیں اذانیں بند ہوں نمازیں چھپ چھپ کر پڑھی جائیں۔ یقین جانئے کہ آج یہی سب کچھ پاکستان میں اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اسلام رسوا ہو رہا ہے کس قسم کی جمہوریت وہاں پر تھی یا ہو سکتی ہے جہاں ملک کی ہر اقلیت کے جائز حقوق سلب کر لئے گئے ہوں۔

سچ بات یہ ہے کہ مومن بننا صاحب ایمان بننا متقاضی ہے بڑی قربانیوں کا مشکل یہ ہے کہ آج کا مسلمان قربانی لینے کا عادی بن چکا ہے قربانی دینے کا نہیں مسلمان دیانت داری اور فراست سے کام لیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ کسی بھی وقت کسی بھی موڑ پر انکے حقوق سے چشم پوشی ممکن ہو۔ صابر صدیقی، رڑکی اترانچل.

اعلان نکاح

مورخہ 8-6-02 کو خاکسار کی چھوٹی بیٹی مکرمہ منیرہ خاتون صاحبہ کا نکاح مکرم اصغر علی خان صاحب ساکن سورو ضلع بالاسور اڑیسہ کے بڑے بیٹے مکرم عاظم علی خان صاحب کے ساتھ مبلغ آٹھ ہزار روپے حق مہر پر سید انصار اللہ صاحب معلم نے پڑھا۔ رشتہ کے جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(لالودین ساکن سنگارپور اڑیسہ)

PRIME
AUTO
PARTS

House of Genuine Spares
Ambassador
&
Maruti

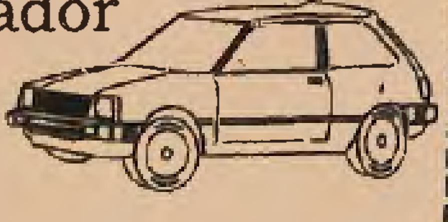

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ☎2370509

تحریک جدید کی اہمیت

بانی تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں

تحریک جدید کے اغراض و مقاصد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ کچھ افراد ایسے میسر آ جائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے وقف کر دیں۔ اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ وہ عزم و استقلال جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے۔''

(از خطبہ جمعہ 16 نومبر 1934ء)

تحریک جدید میں شمولیت کیوں ضروری ہے؟

(الف) میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 نومبر 1934ء)

(ب) کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہئے جب تک کہ اس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لیں۔''

(خطبہ جمعہ 15 جنوری 1937ء)

تحریک جدید مستقل تحریک ہے

''تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے۔'' (خطبہ جمعہ 18 نومبر 1938)

تحریک جدید الٰہی تحریک ہے

'' میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی۔ میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے''

(خطبہ جمعہ 27 نومبر 1942)

''میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں۔ کہ یہ کام اسی کا ہے اور میں صرف اس کا ایک حقیر خادم ہوں لفظ میرے ہیں لیکن حکم اسی کا ہے۔''

خطبہ جمعہ 15 نومبر 1935)

تحریک جدید کے جملہ امور کی دہرائی اور خطبہ جمعہ دئے جانے کی تاکید

''میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیت الٰہی ہمیں کامیاب کردے ہر چھٹے ماہ دہرانے چاہئیں۔'' (خطبہ جمعہ 26 مئی 1935)

''ہر مہینے میں ایک خطبہ جمعہ تمام احمدیہ جماعتوں میں میری جدید تحریک کے متعلق پڑھا جائے اور اس میں جماعت کو قربانیوں پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔''

(خطبہ جمعہ 19 اپریل 1935)

نیز فرماتے ہیں:

''جماعت کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنایا کریں۔ بلکہ جماعتوں کا اصل کام یہی ہونا چاہئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ میرا خطبہ جمعہ تفصیلاً یا خلاصۃً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔ جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے۔ اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔'' (الفضل 2 دسمبر 42ء)

تحریک جدید میں مد نظر امور

''دعوت الی اللہ اور تعلیم و تربیت دو نہایت ہی اہم کام ہیں اور انہیں دونوں کاموں کو تحریک جدید میں مد نظر رکھا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت کو مد نظر رکھتے ہوئے سادہ غذا، سادہ لباس، خود ہاتھ سے کام کرنا، سینما کا ترک، غریبوں کی امداد، بورڈنگ تحریک جدید وغیرہ اور ورثہ وغیرہ کام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔''

(خطبہ جمعہ 18 نومبر 38ء)

تحریک جدید کے مطالبات کا خلاصہ

ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں:

1- جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔

2- دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔

3- تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید قائم کر دینا جس کے نتیجہ میں دعوت کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔

4- چوتھے جماعت کو دعوت الی اللہ کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلانا''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء ص 3)

نیز فرماتے ہیں:

''تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناؤ۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو بھی دھوکہ نہیں دے سکتا پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکہ دے لوگے'' یہی وہ احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا''

(خطبہ جمعہ 26 نومبر 1937ء)

جماعت احمدیہ کا فرض

''آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے۔''

(خطبہ جمعہ 16 نومبر 1934ء)

بقیہ صفحہ :: (11)

اسی طرح ہماری دونوں ٹانگوں دونوں بازؤں دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں کو دماغ کے مختلف حصے حکم دے رہے ہوتے ہیں اور اس کے باوجود وہ کتنے باہمی ربط کس ہم آہنگی کے ساتھ باہم ملکر اور یک جان ہو کر کام کرتے ہیں! اللہ تعالیٰ کی بزرگی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے کیا اس سے بہتر تخلیق کی کوئی شکل ہمارے خواب و خیال میں آ سکتی ہے؟ کیا ایسا احسن الخالقین کوئی اور متصور ہو سکتا ہے؟ حیرت آتی ہے ان لوگوں پر اور رونا آتا ہے ان کی عقل پر جو یہ کہتے ہیں کہ اس قدر پیچ در پیچ اور مربوط اور کامل و اکمل نظام کائنات کو بنانے والا کوئی نہیں ہے اور یہ سب کچھ آپ ہی آپ پیدا ہو گیا ہے اور ہر تخلیق کے ایسے باریک اجزاء ایسے احسن طریقہ سے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہوئے خود بخود قائم و دائم ہیں حالانکہ اس تمام کائنات کی کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو بغیر دوسری چیزوں کے سہارے کے خود بخود قائم و دائم رہ سکے۔ ہر قسم کی زندگی تمام حیوانات و نباتات، تمام ستارے اور سیارے، آگ، پانی، ہوا اور دیگر تمام مظاہر قدرت باہم ایک دوسرے کے سہارے، زندہ و قائم ہیں اگر بفرض محال یہ خود بخود پیدا ہو بھی گئے تو انکو باہم مربوط رکھنے والی کون سی ہستی ہے؟ ایسے بے شمار سوالات کا خدا کے منکر فلسفیوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور اس طرح کائنات کی ہر شئے اپنے خالق حقیقی کی طرف اشارہ کرتی نظر آتی ہے۔ دماغ کے مختلف حصوں کا مختلف اعضاء کو کنٹرول کرنے کا عمل ہماری ذہنی سوچ بچار یا اندازوں اور قیافوں کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ ٹھوس عملی تجربات کا خلاصہ ہے دماغ چونکہ براہ راست تکلیف کو محسوس نہیں کرتا بلکہ صرف دوسرے حصے جسم میں پیدا شدہ تکلیف کے احساس کو جو اعصاب کے ذریعہ اس تک پہنچتا ہے محسوس کر سکتا ہے۔ اس لئے دماغ کے آپریشن کے دوران مریض کو بے ہوش نہیں کیا جاتا اور جب ان کے دماغ کے مختلف حصوں کو چھوا جاتا ہے تو وہ اپنے محسوسات کو بیان کرتے ہیں مزید برآں دماغ کی رسولی اگر دائیں طرف ہو تو جسم کا بایاں حصہ مفلوج ہوتا ہے اگر رسولی بائیں طرف ہو تو دایاں حصہ مفلوج ہوتا ہے اور جس حصہ پر اس کا دباؤ زیادہ ہو اسی حصہ سے تعلق رکھنے والے جسمانی اعضاء زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

آواز کا لفظوں کا روپ دھارنا

پھیپھڑوں سے ہوا دباؤ کے ذریعہ خارج کر کے جس طرح سیٹی بجاتے یا کھانستے ہیں یا قہقہے لگاتے اور چیخ مارتے ہیں اسی طرح باتیں کرتے وقت اور گاتے وقت پھیپھڑوں کی ہوا کو Voice Box میں لگے ہوئے ان دو تاروں کی V کو مرتعش کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اب یہ آواز گلے میں سے بس لمبی سی آ آ آ کی صورت میں نکلنی چاہئے جس طرح حلق کو صاف کرنے کیلئے غرارے کئے جاتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ناک میں کھجلی ہو تو اسے چھینک کے ذریعہ ہوا کی زوردار رگڑ سے اور گلے کی کھجلی کو کھانسنے کے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے جو ہماری شعوری حرکات ہیں اسی طرح حلق کے تاروں کی V میں سے پیدا ہونے والی لمبی آواز تو ہم اپنے ہونٹوں، زبان، تالو، دانتوں اور ناک کی مدد سے مختلف زاویے دے کر اس سے الفاظ پیدا کرتے ہیں اب مختلف علاقوں کے انسانوں نے مختلف اشیاء اور احساسات کے اظہار کیلئے تحریری طور پر اور زبانی طور پر مختلف نشانات بنا رکھے ہیں کہ مثلاً جب چاند کا لفظ لکھا یا بولا جائے گا تو اس سے یہ مراد ہوگا اور پھول کے لفظ سے یہ مراد ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ تو ہم اپنے منہ کی مختلف اعضاء کی حرکات سے آواز میں بل پیدا کر کے اس کو الفاظ کا روپ دیتے ہیں جس طرح گراموفون کے ریکارڈ یا میکینٹک ٹیپ کے اوپر کی سطح پر ریکارڈ کی ہوئی آواز کی ہلکی سی لکیر یا ڈیزائین کی ٹیڑھی ترچھی ترتیب کے اوپر سوئی کی نوک یا ریکارڈ کا ہیڈ چلانے سے وہی آواز پیدا ہوتی ہے جو اس میں ریکارڈ کی گئی تھی اسی طرح ہم اپنی آواز کو مختلف زاویوں کے بل دے کر اسی لفظ کی آواز پیدا کر لیتے ہیں جو ہم نے مختلف مواقع پر سن کر اپنے تحت الشعور میں محفوظ کی ہوتی ہے اور جس کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ اس لفظ کا یہ مطلب ہے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702

Vol:51 Wednesday 10th July 2002 Issue No.28

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے خوفناک مظالم کے کچھ حقائق اور اعداد و شمار

معروف پاکستانی ادیب و کالم نگار اردشیر کاؤس جی کے قلم سے

پاکستان کے ایک نامور ادیب و کالم نگار اردشیر کاؤس جی اپنے ایک کالم میں پاکستان میں ہونے والی تشدد آمیز کاروائیوں کی تفصیل دیتے ہوئے جماعت احمدیہ پر ہونے والے ظلم و ستم کے بارے میں بھی اظہار خیال کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ہم الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کے لئے درج ذیل کر رہے ہیں:

"شاید مذہبی دہشت گردی کی سب سے زیادہ شکار جماعت احمدیہ ہے۔ اس کی شدت کا اندازہ اپریل ۱۹۸۴ء تا اپریل ۱۹۹۹ء کے ان مقدمات کے خلاصے سے لگایا جاسکتا ہے جو جماعت احمدیہ کے اراکین کے خلاف دائر کئے گئے۔

تعداد مقدمات	جرم	مقرر کردہ سزا
۱۸۹	توہین رسالت	سزائے موت (لازمی) اور جرمانہ
۱۰	قرآن پاک جلانا	عمر قید
۳۷۸	اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا	تین سال قید اور جرمانہ
۹۳	نماز پڑھنا	تین سال قید اور جرمانہ
۲۷	صد سالہ احمدیہ جوبلی منانا	تین سال قید اور جرمانہ
۵۰	سورج اور چاند گرہن کے صد سالہ نشان کی تقریب منانا	تین سال قید اور جرمانہ
۷۴۸	کلمہ طیبہ کی نمائش کرنا	تین سال قید اور جرمانہ

☆...... نیز جماعت احمدیہ کے سربراہ (خلیفۃ المسیح) پر ان کی عدم موجودگی میں ۱۷ توہین رسالت کے مقدمات درج کئے گئے۔ یاد رہے کہ توہین رسالت کی سزا، سزائے موت لازمی اور جرمانہ مقرر ہے۔

☆...... جماعت احمدیہ کے ۱۲۹۶ اراکین پر دیگر کئی قسم کی دفعات کے تحت مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔

☆...... ۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو ربوہ کی مجموعی آبادی جو ۳۵۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/C کے تحت پرچہ کاٹا گیا۔

دفعہ 298/C: "قادیانی گروپ کا کوئی فرد جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرتا ہے یا اس کی اشاعت کرتا ہے۔

قادیانی یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی اور نام رکھتے ہیں) کا کوئی فرد جو بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے یا مسلمان کہلاتا ہے یا اپنے عقیدہ کو اسلام بتاتا ہے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے یا دوسروں کو اپنے عقیدہ کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے خواہ وہ الفاظ کے ذریعہ بولے گئے ہوں یا لکھے گئے ہوں یا مرئی اظہار سے یا کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو اس کی سزا تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستحق ہوگا"۔

اس قانون کو تعزیرات پاکستان میں مدغم کر دیا گیا ہے اور اس کا نام "قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام حرکات" رکھا گیا ہے۔ (امتناعی و سزا آرڈیننس XX ۱۹۸۴ء)

مذکورہ بالا مقدمہ کی ایف آئی آر ربوہ تھانہ کے ایس ایچ او محمد عاشق مارتھ نے تیار کی، لکھی اور مقدمہ درج کیا۔ اس کے اندراج کے تحت پینتیس ہزار سے زیادہ آبادی پر بحیثیت مجموعی جرم عائد کیا گیا کہ انہوں نے کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات کو اپنی قبروں، عمارات اور جماعت کے دفتروں نیز عبادت گاہوں اور کاروباری مراکز پر کندہ کرایا ہے یا لکھا ہے۔ ان پر مزید یہ فرد جرم عائد کی گئی کہ انہوں نے مسلمانوں کو السلام علیکم کہا ہے، کلمہ طیبہ کا ورد کیا ہے اور متعدد بار اسلامی حرکات بجالانے کے مرتکب ہوئے ہیں"۔

اردشیر کاؤس جی لکھتے ہیں کہ ان قوانین کے تحت ایذا رسانی عام ہے۔ مثال کے طور پر وہ سندھ کے ایک شخص ایوب کھوسو کا ذکر کر کے بتاتے ہیں کہ ایوب کھوسو سندھ کا ایک نوجوان شاعر و ادیب ہے جو جھڈو نزد میرپور خاص میں ایک سکول میں ٹیچر کے طور پر تعینات ہے۔ اسے میرپور خاص کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے ۱۷ سال سخت کی سزا دی ہے۔

ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ایک سندھی اخبار "الاکھ" جو اب بند ہو چکا ہے میں توہین رسالت پر مبنی ایک کالم لکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایوب کے پاس اتنے مالی وسائل نہیں کہ وہ کسی وکیل کی خدمات حاصل کر سکیں اس لئے وہ مدد کے محتاج ہیں۔

اس کے بعد وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں مزید لکھتے ہیں کہ:

"ان تمام مقدمات میں سے ایک انتہائی حیران کن مقدمہ ایک اور سندھی نوجوان نذیر احمد کھوسو کا ہے جس کی عمر ۱۷ سال ہے۔ نذیر احمد کھوسو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس کے علاوہ اسی طرح کے دیگر الزامات بھی عائد کئے گئے ہیں۔

۱۲ اردسمبر ۲۰۰۱ء کو حیدرآباد کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے انہیں مجموعی طور پر ۱۱۸ سال کی جیل کی سزائیں سنائی جو لگاتار یکے بعد دیگرے بھگتنا ہونگی۔ اس معاملہ کو ہائی کورٹ میں پیش کیا گیا۔ ہائی کورٹ نے اس کیس کو دوبارہ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں بھجوایا جس نے غور کے بعد اپنے فیصلے کو بدل کر قید میں تخفیف کی اور سزا ساٹھ (۶۰) سال نافذ کی۔ نذیر احمد کھوسو اس وقت حیدرآباد جیل میں ہے اور اس کی طرف سے سزا کی خلاف اپیل کر دی گئی ہے"۔

(روزنامہ ڈان کراچی ۱۲/مئی ۲۰۰۲ء)

عیسائی تنظیم "فرنٹیئرز" کا کام صرف مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے

عیسائیوں کی ایک تنظیم (Forntiers) نے مسلم ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے نئے سرے سے کام شروع کر دیا ہے۔ ان کے نئے منصوبے کے تحت عیسائی مبلغین، ڈاکٹرز یا اساتذہ کے ویزے پر مسلمان ملکوں کا رخ کرتے ہیں اور پھر حالات سازگار بنا کر عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں۔ اس عالمی تنظیم کا مرکز برطانیہ میں ہائی ویکمب کے علاقہ میں ہے جہاں سے بیرون ممالک مبلغین بھجوائے جا رہے ہیں۔

عیسائی تنظیم فرنٹیئرز 1983ء میں امریکہ میں قائم کی گئی تھی اور اس وقت اس تنظیم کے تحت 40 سے زائد مسلم ممالک میں 600 کے لگ بھگ مبلغین مصروف عمل ہیں۔ مسلمان ممالک میں جانے سے پہلے ان مبلغین کو دو ہفتہ کے لئے خصوصی تربیت دی جاتی ہے جس میں مقامی زبان کلچر اور قرآنی تعلیمات کے بارہ میں معلومات دی جاتی ہیں۔ دوسری عیسائی تنظیموں کے برعکس فرنٹیئرز تنظیم صرف مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے قائم کی گئی ہے اس کے تقریباً 70 برطانوی ارکان مشرق وسطیٰ، شمالی افریقہ، وسط ایشیا اور جنوبی ایشیا میں مصروف کار ہیں۔ برطانیہ میں یہ تنظیم گزشتہ دس سال سے خاموشی سے کام کر رہی ہے۔ اس تنظیم کے عہدیداروں کا کہنا ہے کہ وہ اپنے کام کی تشہیر کرنا پسند نہیں کرتے چونکہ تشہیر سے ان کی کارکردگی پر اثر پڑ سکتا ہے اور کام میں مشکلات کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ عام طور پر اس تنظیم کے ارکان گروپوں کی صورت میں کام کرتے ہیں جن کی تعداد بارہ ہو سکتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ بیشتر مسلم ممالک عیسائی مبلغین کو ویزا جاری نہیں کرتے اور حضرت مسیح ناصری کی تعلیم کے مطابق ان کے پیغام کو تمام دنیا میں پہنچانا مقصود ہے اس لئے اس حربہ سے کام لیا جا رہا ہے۔ (سنڈے ٹائمز)

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن 3 مئی 2002ء)